آسان تقریریں

مولانا ابوالکلام احسن القادری

فاروقیہ بکڈپو

۴۲۲، مٹیا محل، جامع مسجد دہلی ۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آسان تقریریں

(سوم چہارم)

مولانا ابوالکلام احسن القادری

فاروقیہ بک ڈپو
۴۲۲ مٹیا محل، جامع مسجد دہلی ۶

نام کتاب : آسان تقریریں (سوم، چہارم)

مولف : مولانا ابوالکلام احسن القادری

اشاعت : فاروقیہ بکڈپو

کمپوزنگ : محمد ثاقب رضا

پروف ریڈنگ : محمد ہارون رشید اشرفی

تعداد : ۱۰۰۰

قیمت : 40/ روپے

ناشر : فاروقیہ بکڈپو 422 مٹیا محل، جامع مسجد دہلی۔٦

فاروقیہ بکڈپو

۴۲۲، مٹیا محل، جامع مسجد دہلی ۶

فہرست تقاریر

حصہ سوم

حصہ چہارم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتساب

میں اپنی اس تالیف کو اپنی والدہ ماجدہ

فرمودن خاتون

مرحومہ ومغفورہ کے نام کرتا ہوں۔ جنہوں نے ۱۲ شعبان المعظم ۱۴۰۵ھ مطابق ۳ مئی ۱۹۸۵ء جمعہ کو اس دارفانی سے رحلت فرمائی۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ احباب ومخلصین ایصال ثواب فرما کر ممنون ومشکور فرمائیں۔

محمد ابوالکلام احسن القادری

ضیاء الاسلام ہوڑہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ زیر نظر کتاب ''بچوں کی آسان تقریریں'' اول ودوم جسے مدارس اسلامیہ اور مکاتب دینیہ کے ابتدائی طلبہ کے لیے عام فہم اور سلیس زبان میں ترتیب دی تھی کئی کتب خانوں کے زیر اہتمام متعدد بار زیور طبع سے آراستہ ہو کر عوام وطلبہ میں بے حد مقبولیت حاصل کر چکی ہے۔ مقام مسرت ہے کہ اب کی بار محبّ گرامی جناب حاجی معین الدین صاحب اشرفی، کمپیوٹر کی شاندار کتابت، عمدہ طباعت اور دیدہ زیب ٹائیٹل کے ساتھ اپنے کتب خانہ ''فاروقیہ'' کے زیر اہتمام شائع کر رہے ہیں۔ دعا ہے کہ خدائے قدیر جل شانہ میری اس تالیف کو قبول فرما کر عوام الناس کے لئے ذریعہ ہدایت اور سامان آخرت بنائے۔ آمین

خاکسار

محمد ابوالکلام احسن القادری

استاذ دارالعلوم ضیاء الاسلام ہوڑہ

تأثرات

فاضل جلیل حضرت علامہ محمد عبدالمبین صاحب نعمانی قادری

صدر المدرسین دارالعلوم قادریہ چریا کوٹ مئو (یوپی)

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلّی علی رسولہ الکریم

ناچیز نے محبّ گرامی محمد ابوالکلام احسن القادری صاحب کی تازہ تصنیف ''آسان تقریریں'' کا مطالعہ کیا مدارس اسلامیہ کے ابتدائی طلبہ کے لئے یہ کتاب یقیناً مفید و کارآمد ہے بچوں کی استعداد کا خیال کرتے ہوئے مولانا نے زبان بھی عام فہم استعمال کی ہے، مدرسین کرام سے گزارش ہے کہ طلبہ کو اس کتاب سے تقریریں یاد کرائیں اور ان کو خطابت کا عادی بنائیں تاکہ آگے چل کر ان کے اندر ملکہ پیدا ہو اور بولنے میں جھجھک محسوس نہ ہو پہلے طلبہ سے ہر جمعرات کو طلبہ ہی کے مجمع میں تقریر کرائی جائے، پھر جب اچھی طرح مشق ہو جائے تو ان کو میلاد شریف کی محفلوں میں بولنے کا موقع دیا جائے۔ اساتذہ تلفظ کا خیال رکھیں اور زیادہ بہتر یہ ہے کہ یاد کرنے سے پہلے پڑھوا کر سن لیں ورنہ غلط یاد کر لینے کے بعد اصلاح بہت مشکل ہوتی ہے۔ ہمارے کتب خانے میں ایسی کتاب کی کمی تھی، مولانا نے اس پر قلم اٹھا کر ایک قابل تحسین کارنامہ انجام دیا ہے۔

تاثرات

شاعر خوش فکر جناب حلیم حاذق صاحب ہوڑہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

برصغیر ہندوپاک اور بنگلہ دیش میں خطیب ملت حضرت مولانا الحاج محمد ابوالکلام صاحب احسن القادری الفیضی کی ہمہ گیر شخصیت سے اب کون ناواقف وناآشنا ہے۔موصوف گرامی کی تقریباً بیسوں کتابیں زیورطبع سے آراستہ ہوکر مقبول عام ہوچکی ہیں، زیرنظر کتاب ''آسان تقریریں'' اس سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے، جس سے ان کی دینی خدمات کا اندازہ کیا جاسکتا ہے، انہوں نے عصر حاضر کے جدید تقاضوں کے پیش نظر نئی نسل کے اذہان وافکار پر مذہبی رنگ چڑھانے اوران کے قلب وروح کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کی غرض سے تقریروں کا یہ سلسلہ جاری کیا ہے جونہایت ہی سہل اور عام فہم زبان میں ہے تاکہ اس سے کم پڑھے لکھے حضرات بھی خاطرخواہ استفادہ کرسکیں۔میں صمیم قلب سے دعا کرتا ہوں کہ خدائے تعالیٰ موصوف گرامی کوزیادہ سے زیادہ دین وملت کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

حلیم حاذق

فیل خانہ، ہوڑہ

۱۷؍مارچ ۱۹۸۷ء

عرض حال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مکاتب دینیہ اور پرائمری درجات کے ابتدائی طلبہ اور عامۃ المسلمین کے فائدے کے لیے میں نے آسان اور سہل زبان میں ''آسان تقریریں'' حصہ اوّل ودوم ترتیب دی تھی، جس کی مقبولیت بفضلہٖ تعالیٰ وبکرم حبیبہ الاعلیٰ عوام وخواص میں امید سے کہیں زیادہ حاصل ہوئی، احباب ومخلصین کی جانب سے تعریفی خطوط کا آنا اور سوم وچہارم حصے تحریر کرنے کا پیہم تقاضا کرنا اس کتاب کی مقبولیت کی بیّن دلیل ہے۔لہٰذا احباب ومخلصین کے لگاتار اصرار سے مجبور ہوکر بے پناہ مصروفیت کے باوجود ''آسان تقریریں'' حصہ سوم وچہارم کی بھی تالیف کرنی پڑی جو آپ کے ہاتھوں میں ہے۔اپنے تمام احباب ومخلصین کی قدردانیوں اور کرم نوازیوں کا بے حد شکرگزار اور آپ سب کی دعاؤں کا امیدوار ہوں۔

خاکسار

محمد ابوالکلام احسن القادری الفیضی

استاذ دارالعلوم ضیاء الاسلام، تکیہ پاڑہ، ہوڑہ، یوپی

۱۳ تیرھویں تقریر

قتل حسین اصل میں مرگ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

شہید اعظم

نور عین رسول، فرزند، بتول، سیدنا امام عالی مقام (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

تاریخ کربلا

کیا جانے کوئی رِفعت و عظمت حسین کی
اللہ جانتا ہے حقیقت حسین...... کی

افسانۂ وجود کی سرخی کے واسطے
منظور تھی خدا کو شہادت حسین کی

تاریخ میں کہیں کوئی ملتی نہیں مثال
اپنی مثال خود ہے شجاعت حسین کی

صدیوں کی بات معرکۂ کربلا سہی
ہے آج بھی دلوں پرحکومت حسین کی

بیکار ہے یہ نالۂ دشیون، یہ اشک و آہ
دل میں اگر نہیں ہے محبت حسین کی

دہرائی پھر ہے وقت نے تاریخ کربلا
پھر ہم کو آپڑی ہے ضرورت حسین کی

اللہ رے کمال تصور کا اے نسیم
محسوس کررہا ہوں میں قربت حسین کی

شہیدِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ
عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
وَلَاتَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰکِنْ لَّا
تَشْعُرُوْنَ

کرتی رہے گی پیش شہادت حسین کی
آزادئ حیات کا یہ سرمدی اُصول

چڑھ جائے کٹ کر سر تیرا نیزوں کی نوک پر
لیکن تو فاسقوں کی اطاعت نہ کر قبول

برادرانِ اسلام! میں نے ابھی ابھی جس آیت کریمہ کی تلاوت کا شرف حاصل کیا ہے اس کا ترجمہ کرنے سے پہلے بہتر اور مناسب سمجھتا ہوں کہ ہم سب مل کر انتہائی عقیدت و محبت کے ساتھ حضور جانِ نور، شافع یوم النشور، نور علی نور، سرور کائنات، فخر موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ میں نذرانہ صلوٰۃ وسلام پیش کریں۔

پڑھئے بآواز بلند۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ، وَصَلُّوْا عَلَیْہِ، صَلٰوۃً وَّسَلَامًا عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ

حضراتِ گرامی! تلاوت کردہ آیت کریمہ میں پروردگار عالم جَلَّ شانہٗ نے اپنے ان نفوس قدسیہ کا ذکر فرمایا ہے جنہوں نے اپنی قیمتی اور پیاری جانوں کو اس کی راہ میں قربان کر کے ابدی زندگی حاصل کر لی، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے

’’وہ لوگ جو میرے راستے میں قتل کئے جائیں انہیں مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں، لیکن تم ان کی زندگی کو سمجھ نہیں سکتے۔‘‘

زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں حق کے نام پر
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا

عزیزان ملتِ اسلامیہ! آج میری تقریر کا عنوان ’’شہادت حسین‘‘ ہے مگر اس سلسلے میں کچھ عرض کرنے سے پہلے بارگاہ حسین میں منقبت کے چند اشعار پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں، لہٰذا آپ تمامی حضرات غور سے سماعت فرمایئے!

جہانِ صداقت کا تاجدار حسن — خدائی کنز کا دُرِّ شہسوار حسین
وہ جس کی ذات سے اسلام ہو گیا زندہ — وہ کون؟ عالم امکاں کی بہار حسین
زمانہ فخر سے جھکتا ہے تیرے قدموں میں — ہے تم کو ساری خدائی پہ اختیار حسین
زمانہ آج بھی روتا ہے خون کے آنسو — وہ تیرا پیرہن سرخ تار تار حسین
ملایا خاک میں تم نے غرور تاج و سریر — بلند تم نے کیا دین کا وقار حسین
تیرا مقام شہادت کسی کو کیا معلوم — خدا کا تو ہے، خدا تیرا رازدار حسین
انہیں کے در کا گدا زمانہ ہے اے کوثر — وہ بحر جود و کرم، سب کے تاجدار حسین

پڑھیئے درود شریف! اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ صَلُّوْا عَلَیْہِ، صَلٰوۃً وَّسَلَامًا عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ

برادران اسلام! محرم الحرام کی دسویں تاریخ کو حق و باطل کی لڑائی شروع ہوئی، میدان کربلا میں سیدنا امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام عزیز واقارب اور اعوان وانصار بقائے دین وملت، اور تحفظ ناموس رسالت کی خاطر ایک ایک کر کے جام شہادت نوش فرما چکے ہیں۔ اب میدان کربلا میں یک وتنہا صرف امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نظر آرہے ہیں، اللہ اللہ! میدان کربلا کا ذرا تصور تو کیجئے کہ ایک طرف ہزاروں کی تعداد میں لشکر اعداء ترکش لگائے، کمان چڑھائے، ہاتھوں میں شمشیر وسنان

لئے ،جگر گوشۂ رسول اور فرزندِ بتول کے خون کے پیاسے موجود ہیں، اور ایک طرف تنہا مظلوم امام حسین ہیں، اور ہزاروں ہزار داغہائے جگر ہیں، سینکڑوں دل شکن مناظر ہیں، بھوک و پیاس کا غلبہ ہے، اعوان وانصار کی جدائی اور عزیزوں کا صدمہ ہے۔ نگاہوں کے سامنے جانثاروں، بھائیوں، عزیزوں اور جگر کے ٹکڑوں کی بے گور وکفن لاشیں پڑی ہوئی ہیں، جو چلچلاتی دھوپ میں مرجھا رہی ہے۔

حضرات گرامی! یہ وہ مصائب وآلام ہیں کہ اس سے پہلے چشم فلک نے بھی کسی ایک ذات پر نہ دیکھے ہونگے۔ بلاشبہ امام عالی مقام نے دشت نینوا میں جس جرأت واستقلال، صبر وضبط اور تسلیم ورضا کا عظیم الشان مظاہرہ فرمایا اس کی مثال آج تاریخ عالم میں نہیں ملتی۔ یقیناً یہ انہی کا حق اور حصہ تھا۔ پڑھیے درورشریف

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَاوَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍوَّبَارِکْ وَّسَلِّمْ، وَصَلُّوْا عَلَیْہِ، صَلٰوۃًوَّسَلَامًا عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ۔

عزیزان ملت اسلامیہ! اب میدان کارزار میں چھ ماہ کا شیر خوار ننھا مجاہد آرہا ہے جس نے آج تک کس کو انگلی بھی نہیں لگائی تھی۔ آخر وہ ننھا مجاہد میدان کارزار میں کیوں آرہا ہے؟ اس لیے اور صرف اس لیے کہ تاریخ کے صفحات پر اپنے خون سے اپنی معصومیت اور ظالم کی شقاوت وسنگ دلی کی داستان نقش کردے اور آنے والی نسلوں کو بتادے کہ سنگ دل یزیدیوں نے مجھ جیسے شیر خوار پر بھی کوئی ترس نہیں کھایا اور تین دن کے پیاسے حلق میں پانی ڈالنے کے بجائے تیر پیوست کردیا۔

چنانچہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت امام عالی مقام سے عرض کیا۔ بھائی جان! تمام مصائب برداشت ہیں مگر شیر خوار علی اصغر کی حالت اب مجھ سے دیکھی نہیں جاتی، خدارا اسے لے جایئے اور ظالم یزیدیوں کو دکھایئے ہوسکتا ہے کہ ان میں سے کسی کو اس کی حالت زار پر ترس آجائے۔ حضرت زینب کی درخواست پر حضرت امام عالی مقام اس پھول کو جو ابھی کھلنے بھی نہ پایا تھا اسے اپنے سینے سے لگا کر

سنگ دل دشمنوں کے پاس پہونچے اور فرمایا اے قوم ستم شعار! اس دودھ پیتے بچے نے تمہارا کچھ نہیں بگاڑا ہے، لہٰذا تم اسے کم از کم پانی کا ایک گھونٹ دے دو۔

حضرات گرامی! یزیدیوں کے دل چونکہ پتھر سے بھی زیادہ سخت ہو چکے تھے۔ اس لئے ایک ملعون، آتشیں نصیب ناری حرملہ نے پانی کے ایک گھونٹ کے بجائے ایسا تیر چلایا کہ حضرت علی اصغر کا حلق چھیدتا ہوا حضرت امام عالی مقام کے بازو میں پیوست ہو گیا۔ سیدنا امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک حسرت بھری نگاہ سے آسمان کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ اے رب کائنات! یہ تو ایک علی اصغر ہے، ایسے ہزاروں علی اصغر ہوں تو ایک ایک کر کے تیری راہ میں قربان کرتا چلا جاؤں، اگر تیری رضا اسی میں ہے تو حسین بھی راضی اسی میں ہے۔

پھول تو دو دن بہار جانفزا دکھلا گئے

حسرت تو ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَّسَلِّمْ، وَصَلُّوْا عَلَیْہِ، صَلٰوۃً وَّسَلَامًا عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔

برادران اسلام! اب راکب دوش پیمبر، اخلاص وقربانی کا پیکر، جگر گوشۂ رسول، فرزند بتول، جنت کے نوجوانوں کے سردار، عاشقوں کے قافلہ سالار، آقائے دوعالم کی آنکھوں کے تارے، ہم غریبوں کے سہارے، پیکر صبر و رضا شہید دشت کربلا، مومنوں کے دل کے چین، سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا وقت آ گیا۔ آہ! کتنا استقلال اور حوصلہ ہے۔

عزیز واقارب، اور اعوان وانصار سب کے سب خون کی چادریں اوڑھ کر سو چکے ہیں، ظاہری امیدیں ختم ہو چکی ہیں، مگر قربان جایئے زہرا کے لال پر کہ ماتھے پر ذرّہ برابر بھی شکن نہیں، خیمے میں تشریف لائے اور ہتھیار لگا کر میدان کارزار میں جانے کی تیاری کرنے لگے کہ اچانک بستر علالت سے بیمار زین العابدین کی آواز کان میں آئی...... ابّا جان! میں بے شک بیمار ہوں مگر پھر بھی میرے ہوتے

ہوئے آپ میدان جنگ میں نہ جائیں بلکہ مجھے اجازت دیجئے، شفیق باپ نے اپنی آغوش محبت سے لگاتے ہوئے فرمایا۔ میرے پیارے بیٹے! ابھی تمہارا وقت نہیں آیا ہے، نانا جان کی جو امانتیں میرے پاس محفوظ ہیں، ان تمام امانتوں کا تمہیں امین بننا ہے، اپنی ان ماؤں اور بہنوں کی نگہداشت کرنی ہے، اور ان بیکسان اہل بیت کو وطن مالوف یعنی مدینۃ الرسول پہونچانا ہے۔ میرے لال! خدائے قدیر جلّ شانہ تم سے ہی میری نسل اور حسینی سادات کا سلسلہ تا قیامِ قیامت جاری اور ساری فرمائے گا۔ دیکھو بیٹا! صبر و ثبات سے رہنا اور راہِ حق میں آنے والی ہر مصیبت و تکلیف کو برداشت کرنا اور ہر حالت میں میں نانا جان کی شریعت مطہرہ کی پابندی کرنا۔ میرے لختِ جگر! میرے بعد تم ہی میرے جانشین ہو۔

حضرات گرامی! حضرت سیدنا امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صبر کی تلقین کرنے کے بعد اپنی دستار مبارک اتار کر بیمار زین العابدین کے سر مبارک پر رکھ دی، اور اس پیکر صبر و رضا کو بستر پر لٹا دیا، پھر آپ نے قبائے مصری زیب تن فرمائی نانا جان کا عمامہ شریف سر پر باندھا، بابا جان حضرت علی کی تلوار ذوالفقار گردن میں حمائل کی، شہیدوں کے آقا اپنا سب کچھ راہ خدا میں قربان کرکے اب اپنے سر مبارک کا نذرانہ پیش کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔ بیبیوں کے خیمہ میں تشریف لائے اور سبھوں کو جمع کرکے صبر کی تلقین فرمائی اور رضائے الٰہی پر صابر و شاکر رہنے کی وصیت فرمائی۔

کوئی بھی ہرگز نہ بھولے گا یہ احسانِ حسین . حشر تک چھوڑ گئے اک درخشندہ مثال

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ، وَصَلُّوْا عَلَیْہِ، صَلٰوۃً وَّسَلَامًا عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ۔

برادران اسلام! حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر لشکر اعداء کے سامنے جلوہ افروز ہوئے اور اتمام حجت کے لیے اپنے ذاتی اور نسبی فضائل پر مشتمل زندگی کا آخری خطبہ پیش فرمایا تاکہ

اشقیاء کے پاس کوئی عذر باقی نہ رہے۔ پھر امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تپتی ہوئی ریت پر بائیس ہزار لشکر جرّار کے سامنے وہ انداز پیش فرمایا کہ یہ منظر چشم فلک نے بھی کبھی نہ دیکھا ہوگا۔

اللہ اللہ! ذرا دیکھئے تو سہی!! بائیس ہزار عراقی سوار ایک طرف اور مدینے کا مظلوم مجاہد ایک طرف...... انعام و اکرام کی لالچی فوج ایک طرف اور راہِ حق میں اپنا سب کچھ قربان کر دینے والا تنہا مسافر ایک طرف...... مگر جرأت و بہادری کا یہ عالم کہ تنہا لشکر اعداء کو للکار رہے ہیں کہ ظالمو! اگر تم کسی صورت میں خون ناحق سے باز نہیں آسکتے تو پھر میرے مقابلے کے لیے آجاؤ اور اپنی مراد پوری کرلو، اگر میرے خون سے تمہاری پیاس بجھ سکتی ہے تو شوق سے بجھالو، اور اپنے بہادروں میں سے ایک ایک کر کے میرے مقابلے میں بھیجتے جاؤ، اور قوتِ ربانی، شجاعت حسینی، اور ضرب حیدری کے مظاہرے دیکھتے جاؤ۔ چنانچہ ایک مشہور بہادر غرور و تکبر سے سرشار ہو کر حضرت امام عالی مقام کے مقابلے میں آیا اور آتے ہی جگر گوشۂ رسول پر قاتلانہ حملہ کر دیا۔ مگر فاتح خیبر کے لال نے ایک ضرب میں سر ککڑی کی طرح کاٹ کر دور پھینک دیا، دوسرا جنگجو بڑھا اور چاہا کہ امام کے مقابلے میں اپنی ہنرمندی کا مظاہرہ کر کے سنگ دلوں میں سرخروئی حاصل کرلے مگر حیدر کرار کی کچھار کے شیر نر حضرت امام عالی مقام نے وار بچا کر ایسی تلوار اس کی کمر پر ماری کہ کھیرے کی طرح کٹ کر زمین پر ڈھیر ہو گیا۔ غرض کہ شیر خدا کے لخت جگر کے مقابلے میں یکے بعد دیگرے جو بھی بہادر آتا گیا وہ بلاٹکٹ جہنم رسید ہوتا گیا۔ حیدر کرّار کے لال نے شجاعت و بہادری کے وہ جوہر دکھائے کہ زمین کربلا میں کوفہ اور شام کے نامور بہادروں کا کھیت بو دیا۔ اور ان کے خون سے مقتل کو لالہ زار بنا دیا۔ لشکر اعداء میں شور مچ گیا کہ اگر جنگ کا انداز یہی رہا تو حیدر کرار کا یہ شیر نر کوفہ و شام کے بہادروں میں سے کسی ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑے گا۔ بس مصلحت وقت یہ ہے کہ چاروں طرف سے گھیر کر یکبارگی حملہ کر دیا جائے۔

چنانچہ بالکل ایسا ہی ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے زہرا کے چاند پر ظلم وستم اور جور وجفا کی تاریک گھٹا چھا گئی، ابن سعد بدنہاد کے حکم سے ہر چہار جانب سے بڑے بڑے شمشیرزن، تجربہ کار نیزے باز اور بڑے بڑے جنگجوؤں نے شیر کی طرح گرجتے اور ہاتھی کی طرح چنگھاڑتے ہوئے جگر گوشۂ رسول پر تیر برسانے شروع کردیئے۔ آپ کا جسم نازنین زخموں سے چور اور لہولہان ہوگیا۔

ظلم کی، چاند پہ زہرہ کے گھٹا چھائی ہے　　آج شبیر پر کیا عالم تنہائی ہے
یہاں نہ بیٹا، نہ بھتیجہ اور نہ بھائی ہے　　اس طرف لشکر اعداء میں صف آرائی ہے

ایک ناری کا تیر آپ کی پیشانی مبارک میں لگا، کون پیشانی؟

وہ پیشانی جو حبیب خدا کی بوسہ گاہ تھی　　وہ پیشانی جو بارگاہ بے نیاز میں جھکنے والی تھی

ابھی آپ اس تیر کو نکال ہی رہے تھے کہ زرعہ بن شریک نے تلوار کے کئی وار کئے اور سنان نے نیزہ مارا جس سے جسم نازنیں بالکل نڈھال ہوگیا اور آپ زمین پر تشریف لے آئے اور سنان بن انس نخعی نے امام عالی مقام کا سر اقدس جسم اطہر سے جدا کردیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

اپنے نانا کا وعدہ وفا کردیا　　جس نے حق کربلا کا ادا کردیا
کرلیا نوش جس نے شہادت کا جام　　گھر کا گھر سب سپرد خدا کردیا
اس حسین ابن حیدر پہ لاکھوں سلام

برادران اسلام! شہید اعظم سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں چند بے ربط کلمات عرض کرنے کے بعد اب میں آپ لوگوں سے رخصت کی اجازت چاہتا ہوں۔

پروردگار عالم ہم سبھوں کو سیدنا امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے صدقہ میں جذبۂ شہادت مرحمت فرمائے آمین

وما علینا الا البلاغ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

(۱۴) چودھویں تقریر

یہ دل یہ جگر ہے یہ آنکھیں یہ سر ہے جہاں چاہو رکھو قدم غوث اعظم

(کلام نوری)

غوث اعظم

قطب ربانی، محبوب سبحانی، شیخ عبدالقادر جیلانی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

منقبت در شان غوث اعظم

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا

سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا اولیاء ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا

کیا دبے جس پہ حمایت کا ہو پنجہ تیرا شیر کو خطرے میں لاتا نہیں کتا تیرا

تو حسینی حسنی کیوں نہ محی الدین ہو اے خضر مجمع بحرین ہے دریا تیرا

قسمیں دے دے کے کھلاتا ہے پلاتا ہے تجھے پیارا اللہ تیرا چاہنے والا تیرا

سورج اگلوں کے چمکتے تھے چمک کر ڈوبے اُفق نور پہ ہے مہر ہمیشہ تیرا

مرغ سب بولتے ہیں بول کے چپ رہتے ہیں ہاں اصل اک نواسنج رہے گا تیرا

سارے اقطاب جہاں کرتے ہیں کعبے کا طواف کعبہ کرتا ہے طواف در والا تیرا

مٹ گئے مٹتے ہیں، مٹ جائیں گے اعداء تیرے نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

اے رضا! یوں نہ بلک تو نہیں جید تو نہ ہو
سید جید ہر دھر ہے مولیٰ تیرا

(کلام رضا)

غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ

برادرانِ ملت! ہم اور آپ نہایت ہی عقیدت ومحبت کے ساتھ اپنے آقا ومولیٰ حضور تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مقدس بارگاہ میں صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کریں۔

پڑھیے باآواز بلند درود شریف اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ، وَصَلُّوْا عَلَیْہِ، صَلٰوۃً وَّسَلَامًا عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔

حضرات گرامی! آج کی اس بزم پاک میں مجھ سے یہ فرمائش کی گئی ہے کہ میں شہنشاہ کشور ولایت سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر محی الدین جیلانی حسنی، حسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامات سے کچھ کلمات عرض کروں، مگر مناسب یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے پہلے شان غوثیت مآب میں کچھ کلمات مدّاح الحبیب حضرت مولانا جمیل الرحمٰن صاحب رضوی بریلوی علیہ الرحمہ کی لکھی ہوئی ایک منقبت سنادوں، سماعت فرمایئے:

ملی ہے تجھے گیارہویں غوث اعظم — تیرے جد کی ہے بارہویں غوث اعظم

محمد کے ہیں جانشیں غوث اعظم — کوئی ان کے رتبہ کو کیا جانتا ہے

وہ بغداد کی ہے زمین غوث اعظم — جہاں اولیاء کرتے ہیں جبہہ سائی

یہ دل ہے مکاں اور مکیں غوث اعظم — میرے قلب کا حال کیا پوچھتے ہو

کہ ہر دم ہیں سب سے قریں غوث اعظم — جو اہل نظر ہیں وہی جانتے ہیں

ہماری بھی للہ بگڑی بنادو غلاموں کے تم ہو معیں غوث اعظم
ہیں گھیرے ہوئے چار جانب سے دشمن خدا را بچا میرا دیں غوث اعظم
حسین اور حسن کی آنکھوں کا تارا وہ خاتم ہیں اور تو نگیں غوث اعظم
تجھے سب نے جانا تجھے سب نے مانا تیری سب میں دھومیں مچیں غوث اعظم
تو وہ ہے تیرے پاک تلوے کے آگے سبھی گردنیں جھک گئیں غوث اعظم
شریعت طریقت کے ہر سلسلے میں ہیں تیری ہی نہریں بہیں غوث اعظم
غم ورنج میں جب لیا نام تیرا تو کلیاں دلوں کی کھلیں غوث اعظم
بسوئے جمیل از نگاہ عنایت ببیں غوث اعظم ببیں غوث اعظم

برادران اسلام! اس کائنات گیتی میں بے شمار اولیاء کرام تشریف لائے اور جب تک دنیا رہے گی اس وقت تک تشریف لاتے ہی رہیں گے، مگر اولیاء کرام کی جماعت میں سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کشف وکرامات مجاہدات وتصرفات کی بعض خصوصیات کے لحاظ سے ایک خصوصی امتیاز حاصل ہے، یہی وجہ ہے کہ اگلے پچھلے تمام علماء نے آپ کے فضائل ودرجات، اور تصرفات وکرامات کے بارے میں اس قدر کتابیں تصنیف فرمائیں کہ شاید ہی کسی ولی کے بارے میں اتنی کتابیں لکھی گئیں ہوں، آپ بلاشبہ غوث اعظم ہیں، اس میں کسی کا بھی اختلاف نہیں ہے، بلکہ تمام امت کا اتفاق ہے۔ اپنوں نے تو آپ کے علمی کمال اور عظمت ولایت کا اعتراف کیا ہی ہے، اغیار ومعاندین نے بھی آپ کو غوث اعظم ہی تسلیم کیا ہے۔

سبحان اللہ، سبحان اللہ!!

برادران ملت !یقیناً سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے فضل میں یگانہ روزگار، بزرگی میں وحید العصر، اور علم وعمل میں بے مثال اور منفرد تھے۔ آپ جہاں شریعت کے آفتاب تھے، وہیں طریقت کے ماہتاب بھی تھے۔ یعنی شریعت وطریقت کے مجمع البحرین تھے اسی لیے تو سیدی اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا فاضل بریلوی فرماتے ہیں۔

تو حُسینی حَسنی کیوں نہ محی الدین ہو
اے خضر! مجمع بحرین ہے دریا تیرا

برادرانِ اسلام! خدائے تبارک وتعالیٰ نے سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مستجاب الدعوات بنایا تھا۔ آپ کی زبان فیض ترجمان سے جو کچھ نکلتا پروردگار عالم جل شانہٗ اسے ضرور ضرور پورا فرمادیتا، صف اولیاء کرام میں جس عظمت ووقار کے آپ مالک ہیں وہ کسی دوسرے کو حاصل نہیں، آپ تمام اولیاء کرام کے شہنشاہ اور تاجدار ہیں، یہی وجہ ہے کہ سارے اولیاء اپنی آنکھیں آپ کے تلوے سے ملنے کو باعث صد اافتخار سمجھ رہے ہیں، سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان نے کیا خوب فرمایا ہے:

سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا
اولیاء ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا

اور مداح الحبیب حضرت مولانا جمیل الرحمٰن صاحب رضوی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں کہ:

تو وہ ہے، تیرے پاک تلوے کے آگے
سبھی گردنیں جھک گئیں غوث اعظم

اور سیدی حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان فرمارہے ہیں کہ

یہ دل یہ جگر ہے، یہ آنکھیں یہ سر ہے
جہاں چاہو رکھو قدم غوث اعظم

سبحان اللہ، سبحان اللہ!

برادرانِ اسلام! یہ حقیقت ہے کہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی ولایت کی مثال آپ تھے، الفاظ ومعانی کی محدود دنیا آپ کے فضل وکمال اور مراتب ودرجات کے صحیح بیان سے عاجز ہے جتنی کرامتیں آپ سے منسوب ہیں، اتنی کرامتیں نہ تو کسی بزرگ سے ظاہر ہوئیں۔ اور نہ صفحاتِ تاریخ میں مذکور ہیں، اگر آپ حضرات نہایت ہی ادب واحترام کے ساتھ بارگاہ رسالت مآب میں صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ محبت

پیش کریں تو میں سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامات وتصرفات میں سے چند کرامتیں بطور تبرک عرض کروں،

پڑھیے درود پاک باآواز بلند اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَّسَلِّمْ، وَصَلُّوْا عَلَیْہِ، صَلٰوۃً وَّسَلَامًا عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ۔

(۱) ایک مرتبہ شام کے وقت آپ کہیں جارہے تھے، جسم پاک پر قیمتی جبہ ایک چور نے دیکھا اور دل میں یہ فیصلہ کرلیا کہ آج کسی طرح اس جبّہ پر ہاتھ صاف کروں گا۔ اس ارادے سے چور حضرت کے پیچھے لگ گیا۔ حضرت آگے آگے چل رہے تھے۔ اور چور پیچھے پیچھے..... چلتے چلتے جب سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیچ جنگل میں پہونچے اور چور کو اطمینان ہوگیا کہ شور مچانے کے بعد بھی کوئی مدد کو نہیں آئے گا تو انتہائی تیز قدموں سے حضرت کے قریب گیا اور جُبہّ مبارک کا دامن پکڑا۔ ابھی وہ دامن کھینچنا ہی چاہتا تھا کہ حضرت کے دونوں ہاتھ دُعاء کے لیے بلند ہوگئے اور زبان مبارک سے یہ پر تاثیر کلمہ نکلا، اے اللہ! تیرے اس بندے نے جس طرح آج تیرے عبدالقادر کا دامن تھاما ہے، قیامت تک اس کا ہاتھ میرے دامن سے چھٹنے نہ پائے اس جملہ کو سنتے ہی چور کے دل کی کیفیت بدل گئی، قدموں پر گرا اور توبہ کی، پھر وہ آپ کی نگاہ ولایت کے سہارے چند ہی دنوں میں مرتبہ ولایت پر فائز ہوگیا۔

سبحان اللہ، سبحان اللہ! کیا شان ہے سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگاہ پاک کی، جس کی برکت سے ایک چور ولی بن گیا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے:

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

(2) سیدنا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ بزم وعظ میں تقریر فرمارہے تھے کہ اچانک بارش ہونے لگی اور لوگ بارش سے بچنے کے لیے اِدھر اُدھر

بھاگنے لگے۔ یہ دیکھ کر غوث اعظم نے آسمان کی طرف منھ کیا اور فرمایا کہ الٰہی! میں تیرے ذکر کے لیے لوگوں کو جمع کر رہا ہوں اور تو انہیں منتشر کر رہا ہے اتنا کہنا ہی تھا کہ بارش فوراً تھم گئی، جلسہ گاہ کے باہر تو بدستور بارش ہوتی رہی مگر جلسہ گاہ میں بالکل بند ہوگئی۔ (بہجۃ الاسرار شریف)

مولانا رومی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ

گفتۂ او گفتہ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

اللہ کے نیک بندوں کی یہ شان ہوتی ہے کہ ان کی زبان فیض ترجمان سے جو کچھ نکل جاتا ہے پروردگار عالم اسے ضرور پورا فرمادیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو چاہا خدائے تعالیٰ نے اسے پورا فرمادیا۔ کسی مرد حق آگاہ نے کیا خوب کہا ہے۔

جذب کے عالم میں جو نکلے لب مومن سے
وہ بات حقیقت میں تقدیر الٰہی ہے

(3) ایک مرتبہ رمضان المبارک کے چاند کے بارے میں لوگوں میں کچھ اختلاف پیدا ہوگیا کچھ لوگوں کا کہنا تھا کہ چاند ہوگیا ہے اور کچھ لوگ کہتے تھے کہ چاند نہیں ہوا ہے سیدنا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدۂ ماجدہ نے ارشاد فرمایا کہ میرا یہ بچہ (غوث اعظم) جب سے پیدا ہوا ہے رمضان شریف کے دنوں میں سارا دن دودھ نہیں پیتا ہے اور آج بھی چونکہ میرے لاڈلے نے دودھ نہیں پیا ہے اس لیے یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ رات کو واقعی چاند ہوگیا ہے۔ چنانچہ دوبارہ تحقیق کرنے پر یہ بات ثابت ہوگئی کہ چاند فی الحقیقت ہوگیا ہے۔ (بہجۃ الاسرار شریف)

کیا خوب فرمایا ہے جمیل قادری بریلوی علیہ الرحمہ نے

رہے پابند احکام شریعت ابتدا ہی سے
نہ چھوٹا شیر خواری میں بھی روزہ غوث اعظم کا

اِلیٰ یا مبارک آتی تھی آواز خلوت میں
یہ دربار الٰہی میں ہے رُتبہ غوث اعظم کا

حضرات گرامی ! ایک مرتبہ لوگوں نے سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ حضور! آپ کو اپنی ولایت کا علم کب ہوا؟ تو آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ دس برس کی عمر میں جب میں مکتب میں پڑھنے کے لیے جاتا تھا تو ایک غیبی آواز آتی تھی جس کو تمام اہل مکتب سنا کرتے تھے کہ اِفْسَحُوا لِوَلِیِّ اللّٰہِ یعنی اللہ کے ولی کے لیے جگہ کشادہ کردو۔ (قلائد الجواہر)

سبحان اللہ ! کیا شان تھی سرکار غوث اعظم کی اور جب غوث اعظم کی یہ شان تھی تو پھر رسول اعظم علیہ التحیۃ و الثناء کی شان کا کون اندازہ لگا سکتا ہے،

پڑھیے باآواز بلند درود شریف اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَّسَلِّمْ، وَصَلُّوْا عَلَیْہِ، صَلٰوۃً وَّسَلَامًا عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔

(4) **حضرات گرامی!** ایک مرتبہ دریائے دجلہ میں سیلاب آگیا، قریب تھا کہ جان و مال تلف ہوجائے، لوگ گھبرائے ہوئے غوث اعظم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، اور آپ سے مدد چاہنے لگے۔ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا عصائے مبارک سنبھالا اور دریا کی طرف چل دیئے اور دریائے کے کنارے پہونچ کر آپ نے اپنا عصا پانی کی اصل حد پر گاڑ دیا اور فرمایا اے پانی! بس یہاں تک رہنا۔ اتنا فرمانا ہی تھا کہ پانی گھٹنا شروع ہوگیا اور عصائے مبارک تک آگیا۔

سبحان اللہ، سبحان اللہ! یہ اللہ کے ایسے جلیل القدر ولی ہیں، جن کی حکومت اللہ کی عطا سے دریاؤں پر بھی جاری رہتی ہے ایک ہم ہیں کہ گھر کا پرنالہ بھی ہمارے بس میں نہیں رہتا۔ پھر ہم ان کے برابر کیسے ہوسکتے ہیں، خدائے تعالیٰ ہمیں ہدایت عطا فرمائے۔

حضرات گرامی! ایک مرتبہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا لَوْلَا الْجَامُ الشَّرِیْعَۃِ عَلٰی لِسَانِیْ لَاَخْبَرْتُکُمْ بِمَا تَأْکُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِکُمْ اَنْتُمْ بَیْنَ یَدَیَّ کَالْقَوَارِیْرِیْ مَافِیْ بَوَاطِنِکُمْ

وَظَوَاهِرِ کُمْ یعنی اگر میری زبان پر شریعت مطہرہ کی روک نہ ہوتی تو میں البتہ اس بات کی تمہیں خبر دیتا کہ اپنے گھروں میں کیا کھاتے ہو اور کیا جمع کرتے ہو، تم سب میرے سامنے ان کانچ کی بوتلوں کی طرح ہو جن کا باہر بھی نظر آتا ہے اور جو کچھ ان بوتلوں کے اندر ہے وہ بھی دکھائی دیتا ہے۔ (بہجۃ الاسرار)

برادران اسلام! ذرا غور فرمائیں کہ جب سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا علم اس قدر وسیع تھا تو پھر معلم کائنات حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم کس قدر وسیع ہوگا۔

میرے پیارے بھائیو! آپ یہ بات بھی اچھی طرح ذہن نشیں کرلیں کہ اولیاء اللہ کو جو بھی رتبہ ملتا ہے وہ اتباع سنّتِ رسول ہی کے صدقے میں ملتا ہے اور سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو سید الاولیاء ہیں، یہ تو خدا کی دی ہوئی طاقت سے لوح محفوظ کو بھی دیکھتے ہیں، چنانچہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ عَیۡنِیۡ فِی اللَّوۡحِ الۡمَحۡفُوۡظِ یعنی میری آنکھ لوح محفوظ کو دیکھتی ہے، سبحان اللہ! پروردگار عالم نے اپنے مقرب بندوں کی آنکھوں میں وہ کمال عطا فرمایا ہے کہ وہ فرش زمین پر بیٹھ کر لوحِ محفوظ کی تحریروں کو پڑھ لیا کرتے ہیں، اور بعطائے خدا لوگوں کی تقدیروں پر مطلع ہو جاتے ہیں۔

حضرات گرامی! ایک مرتبہ اور بارگاہ رسالت میں صلوۃ وسلام کا ہدیہ محبت پیش کیجئے تو غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک اور کرامت بیان کر کے اپنی گفتگو کو تمام کر دوں۔

پڑھئے باآواز بلند درود شریف اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَّسَلِّمْ، وَصَلُّوْا عَلَیْهِ، صَلٰوۃً وَّسَلَامًا عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔

(5) **حضرات گرامی!** ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ خلیفۂ بغداد سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں سلام کے لیے حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضور! آج جی چاہتا ہے کہ میں آپ کی کوئی کرامت دیکھوں۔ آپ نے فرمایا بولو! کونسی کرامت دیکھنا چاہتے ہو خلیفہ نے عرض کیا کہ حضور! اس وقت سیب کھانے کو جی چاہتا ہے،

حالانکہ کہ یہ سیب کا موسم نہیں تھا۔ مگر حضرت نے ہوا میں اپنا ہاتھ اٹھایا تو دست مبارک میں دو سیب آگئے۔ آپ نے ایک سیب خلیفہ کے ہاتھ میں دے دیا، دوسرا اپنے ہاتھ میں رکھا۔ پھر آپ نے سیب کو کاٹا تو وہ بالکل سفید اور نہایت ہی شیریں نکلا، اور خلیفہ نے سیب کو کاٹا تو سڑا ہوا بدبودار نکلا۔ خلیفہ حیران ہوا تو آپ نے فرمایا کہ سیب تو دونوں ہی یکساں تھے، ایک پر ظالم کا ہاتھ پڑا تو وہ خراب ہو گیا، خلیفہ انتہائی شرمندہ ہوا اور آپ نے اس کرامت سے اس کو ہدایت فرمائی کہ وہ ظلم سے باز رہے۔

برادران اسلام! میں سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامات کہاں تک بیان کروں؟ جمادات نباتات، اور حیوانات پر آپ کے قسم قسم کے اختیارات اور تصرفات کی ہزاروں مثالیں موجود ہیں، سرکار غوث اعظم خود قصیدۂ غوثیہ میں فرماتے ہیں کہ اللہ کے تمام بلاد وامصار میرے زیر اقتدار اور تابع فرمان ہیں، اور باذنہٖ تعالیٰ تمام چیزوں پر میری یہ حکومت میرے تصفیۂ قلب کے پہلے ہی سے ہے یعنی میں پیدائشی ولی ہوں۔

حضرات! حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدائشی ولی ہیں، اور صاحب تصرف ہوتے ہوئے تمام عمر بندگان خدا کو حصول علم دین کی ترغیب اور احکام شریعت کی پابندی کرنے کی تعلیم فرماتے رہے، نماز اہم الفرائض اور افضل العبادات ہے وقت پر پابندی سے ادا کرنے کی تاکید کرتے رہے، آپ نے اپنے آپ کو تبلیغ دین کے لیے وقف کر دیا، صرف غرباء کو ہی نصیحت نہیں فرمائی بلکہ امراء اور سلاطین کو بھی عدل وانصاف اور اتباع شریعت کا حکم نافذ فرمایا۔

آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

السلام علیکم ورحمة الله وبركاته

۱۵ پندرھویں تقریر

غریب آئے ہیں در پر تیرے غریب نواز کرو غریب نوازی میرے غریب نواز

خواجۂ اعظم

حضرت خواجہ معین الدین چشتی حسنی سنجری ثم اجمیری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

نوری کرن

عقیدت سے جبیں خم ہو جہاں شاہان عالم کی
وہ ہے دربار شاہانہ معین الدین چشتی کا

شراب معرفت سے جو کبھی خالی نہیں ہوتا
مبارک ہے وہ پیمانہ معین الدین چشتی کا

شریعت نام ہے کس کا طریقت کس کو کہتے ہیں
بتائے گا یہ دیوانہ معین الدین چشتی کا

بحمد للہ! بفیض خواجہ عثمان ہارونی
بنا رنگین افسانہ معین الدین چشتی کا

دیار ہند میں نوری کرن اجمیر سے پھیلی
دل ہندی ہے پروانہ معین الدین چشتی کا

نظر اس دل میں آئے مصطفیٰ کی شکل نورانی
جو دل ہو آئینہ خانہ معین الدین چشتی کا

کروائے او آج تم بھی پیش نذرانے عقیدت کے
جہاں ہو عرس سالانہ معین الدین چشتی کا

خواجۂ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اَمَّابَعْدُ

فَاَعُوْذُ بَاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلاَ اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لاَخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلاَ ھُمْ یَحْزَنُوْنَ

حضرات گرامی! کچھ عرض کرنے سے پہلے بہتر اور مناسب سمجھتا ہوں کہ ہم اور آپ اپنے آقا و مولیٰ حضور جان نور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ رسالت پناہ میں صلوٰۃ وسلام کا نذرانۂ عقیدت پیش کریں۔

پڑھئے باواز بلند اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَاوَمَوْلاَنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَّسَلِّمْ، وَصَلُّوْاعَلَیْہِ، صَلٰوۃً وَّسَلاَمًا عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔

برادران ملت! آج کی اس نورانی بزم میں خواجہ خواجگان، شہنشاہ ہندوستان نائب النبی عطائے رسول خواجہ معین الدین چشتی حسن سنجری ثم اجمیری علیہ الرحمۃ والرضوان کی کرامات طیبات میں سے کچھ کلمات عرض کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہوں۔

آپ حضرات نہایت ہی اطمینان وسکون اور ادب واحترام کے ساتھ تشریف رکھیں اور جو کچھ میں عرض کروں اسے غور سے سنیں اور اس پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کریں۔

خواجہ خواجگان، شہنشاہ ہندوستان سرکار خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ والرضوان کی بارگاہ میں منقبت کے چند اشعار پہلے سماعت فرمالیجئے تو پھر میں سلسلۂ گفتگو آگے بڑھاؤں۔

غریب آتے ہیں در پہ تیرے غریب نواز
کرو غریب نوازی میرے غریب نواز

تمہارے در کی کرامت یہ بارہا دیکھی
غریب آئے اور ہوگئے غریب نواز

تمہاری ذات سے میرا بڑا تعلق ہے
کہ میں غریب بڑا تم بڑے غریب نواز

لگا کے آس میں بڑی دُور سے آیا ہوں
مسافروں پہ کرم کیجئے غریب نواز

نہ مجھ سا کوئی گدا ہے نہ تم سا کوئی کریم
نہ در سے اٹھوں گا بے کچھ لئے غریب نواز

زمانے بھر میں مجھے کردیا غنی سید
میں صدقے جاؤں تیری جوگ کے غریب نواز

خلوص ومحبت کے ساتھ ایک مرتبہ اور درور شریف پڑھ لیجئے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَّسَلِّمْ، وَصَلُّوْا عَلَیْہِ، صَلٰوۃً وَّسَلَامًا عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔

حضرات گرامی ! سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی سنجری اجمیری علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں، آج ہندوستان میں جتنے مسلمان نظر آرہے ہیں، آپ ہی کے پاک قدموں کی برکت ہے، کیوں کہ ہندوستان میں اسلام کی روشنی آپ ہی کی کوشش سے پھیلی ہے، مسلمانوں کی فرماں روائی کا سنگ بنیاد آپ ہی کے ہاتھوں یہاں نصب کیا گیا اور تبلیغ اسلام کا نظام بھی سب سے پہلے آپ ہی نے سرزمین ہند میں قائم کیا......آپ نجیب الطرفین سید ہیں اور ۵۳۰ھ میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ آپ کے والد گرامی جناب غیاث الدین حسن سنجری بہت دولت مند اور فارغ البال تھے۔ اور انہوں نے آپ کو بہت ناز ونعم سے پرورش کیا تھا ابھی آپ کم سن ہی تھے کہ پدر بزرگوار کا سایہ شفقت آپ کے سر سے اٹھ گیا، تاہم والد محترم نے بہت کچھ مال واسباب چھوڑا تھا، صرف دو بیٹے تھے۔ اور آپ کے حصے میں صرف ایک پر فضا وسیع باغ اور ایک پن چکی آئی تھی اور آپ بڑے عیش وعشرت کے ساتھ زندگی بسر کر رہے تھے، شہر میں بھی بڑی عزت تھی

خاندان بھی محترم تھا۔ لوگ آپ کو بڑی قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

امارت وجاگیر کا یہ دور گزر رہا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کو آپ سے ایک بڑا کام لینا تھا۔ نظر انتخاب آپ پر پڑ چکی تھی، ایک روز اپنے باغ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک کامل وقت اور مجذوب زمانہ حضرت ابراہیم قندوزی علیہ الرحمہ باغ میں چلے آئے آپ نے ان کی بڑی عزت کی، ادب سے ایک جگہ لے جا کر بٹھا دیا۔ اور انگور کے خوشے آپ کے سامنے پیش کئے جنہیں انہوں نے بڑے شوق سے کھایا اور پھر چند انگور اپنے منھ میں لے کر اور چبا کر آپ کو دیئے جنہیں آپ نے بے تکلف کھالیا۔ خدا جانتا ہے کہ اس صاحب کمال مجذوب کے لعاب دہن میں کیسی برکت اور نورانیت تھی کہ حلق سے اترتے ہی سینہ انوار الٰہی کا گنجینہ بن گیا اور ساتھ ہی ساتھ طبیعت بھی دنیا اور دنیا کی مسرتوں اور عشرتوں سے یکسر سرد ہوگئی اور آن کی آن میں کچھ سے کچھ بن گئے.......مجذوب تو چلے گئے لیکن آپ وہاں سے اٹھ کر گھر تشریف لائے اور باغ وغیرہ فروخت کر کے جو کچھ رقم ہاتھ میں آئی سب کو خدا کی راہ میں فوراً ہی لٹا دیا۔

حالت بدل چکی تھی، گھر سے نکل کھڑے ہوئے پہلے تو سمرقند پہنچ کر علوم ظاہری کی تکمیل کی اس کے بعد سمرقند سے بھی روانہ ہوئے اب حج کا ارادہ تھا کہ اثناءِ راہ میں صوبۂ نیشاپور کے مشہور قصبہ ہارون میں آپ کی حضرت خواجہ عثمان ہارونی علیہ الرحمۃ والرضوان سے ملاقات ہوئی جو شیخ وقت اور بلند پایہ بزرگ تھے۔ اس لیے حضرت ہی کے ہاتھ پر آپ بیعت ہوگئے۔ شرف بیعت سے مشرف ہو جانے کے بعد تقریباً بیس سال اپنے شیخ کی خدمت کی اور اسی دوران حضرت کے ساتھ متعدد حج بھی کیے اور اس صحبت وخدمت میں باطنی فیوض وبرکات سے مالا مال بھی ہوئے، خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کی باطنی استعداد کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت ہارونی علیہ الرحمہ نے آپ کو خرقہ خلافت ڈھائی سال ہی میں عطا کر دیا تھا، اور آپ مختصر سی مدت میں اپنے مرشد گرامی کی جانشینی کے بہترین اہل ثابت ہو چکے تھے۔

اب آپ کو اس عہد کے مشائخ کرام سے ملاقات کا شوق پیدا ہوا اس لیے آپ نے کوہِ جودی، بغداد، تبریز، اصفہان، مہمند اور غزنی ہوتے اور سیکڑوں اولیاء، صوفیا اور

مشائخ سے ملاقات کرتے اور ان سے فیوض و برکات حاصل کرتے ہوئے ہندوستان کا ارادہ فرمایا ہر چمن سے پھول چنے، ہر گلزار سے کلیاں لیں، اور خود کو گلستاں بنالیا، سبحان اللہ! دورد شریف پڑھئے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَّسَلِّمْ، وَصَلُّوْا عَلَیْہِ، صَلٰوۃً وَّسَلَامًا عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔

حضرات گرامی! یہ تو آپ سن ہی چکے ہیں کہ خواجہ خواجگان شہنشاہ ہندوستان سرکار خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ اپنے مرشد گرامی کے ساتھ متعدد بار حج کو گئے مگر آخری سفر میں حضرت خواجہ عثمان ہارونی علیہ الرحمہ نے خانہ کعبہ کے سامنے کھڑے ہو کر آپ کا ہاتھ پکڑا اور بارگاہ الٰہی میں یہ عرض کیا کہ الٰہی! معین الدین کو تیرے سپرد کرتا ہوں اسی وقت غیب سے آواز آئی کہ ہم نے قبول کیا۔ اس کے بعد سرکار خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ شریف میں گنبد خضریٰ کے سامنے حاضر ہوئے اور روضۂ اطہر کی جالیاں تھام کر سلام عرض کیا تو اندر سے آواز آئی وَعَلَیْکَ السَّلَامُ یَا قُطْبَ الْمَشَائِخِ ہم نے ہندوستان کی ولایت تمہارے سپرد کی۔

چونکہ آپ کے مرشد گرامی خواجہ عثمان ہارونی علیہ الرحمہ آپ کے ساتھ ہی تھے۔ انہوں نے آپ کو حکم دیا جاؤ اور ہندوستان میں جا کر دینِ اسلام کی اشاعت کرو، یہ حکم دینے کے ساتھ ہی ساتھ آپ سے آنکھیں بند کرا کے آپ کو سارا ہندوستان دکھایا گیا تھا، آپ نے فوراً ہندوستان کا عزم فرمایا اور لاہور پہنچے، یہاں داتا گنج بخش علیہ الرحمہ کے مزار کے قریب کچھ روز مراقب رہ کر دہلی کا ارادہ کیا چالیس دُرویش آپ کے ساتھ تھے، دہلی پہنچ کر آپ ایک میدان میں ٹھہر گئے اور پانچ وقت اذان دے کر نماز باجماعت ادا کرنا شروع کر دیا۔ ہندوستان کے لیے یہ نئ اور بالکل نئ بات تھی۔ ہر طرف ایک شور مخالفت برپا ہو گیا۔ دھمکایا گیا، تکلیفیں پہونچانے کی کوشش کی گئی، لیکن کوئی تدبیر کار آمد نہ ہو سکی، آخر کار سرکار خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ وہاں سے اجمیر شریف آ گئے اور وہیں فروکش ہو گئے جہاں راجہ کے اونٹ بیٹھا کرتے تھے لوگوں کے منع کرنے پر آپ اٹھے اور انا ساگر پر جا بیٹھے جہاں کثرت سے بت خانے

تھے اسی میدان میں اونٹ جو اپنی جگہ آکر بیٹھے تھے تو پھر اٹھائے نہ اٹھ سکے لوگ سمجھ گئے کہ اس فقیر کی کرامت ہے۔ مگر معافی تو مانگ لی مگر ساتھ ہی راجہ پرتھوری راج نے حکم دیا کہ اس فقیر کو فوراً اس جگہ سے دور کردو۔

راجہ کا حکم کوئی معمولی بات نہیں تھی فوراً ہی پوری فوج وہاں پہنچ گئی آپ نے مٹی کی ایک چٹکی اٹھا کر ان کی طرف پھینکی تو جو جہاں تھا وہیں بے حس وحرکت کھڑا رہ گیا اور بڑی منت کے بعد اس مصیبت سے رہائی پاسکا۔ سبحان اللہ، سبحان اللہ!! کیا شان ہے۔

دیوان گانِ مصطفیٰ کی شان میں کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ

بدل جائے نظام ہر دو عالم آنِ واحد میں
اگر ضد پر کوئی آجائے دیوانہ محمد کا

برادران ملت اسلامیہ! تیسرے دن راجہ خود ایک ہجوم کو لے کر آپ کو ہٹانے کے لیے آگیا مہنت رام دیو نے آپ کو زبردستی اٹھانا چاہا مگر آپ نے اس کی طرف نظر ہی اٹھائی تھی کہ اس کے جسم میں کپکپی پیدا ہوگئی، فوراً پاؤں پر گرا اور اسلام لے آیا۔ تاریخ بتاتی ہے کہ ہندوستان میں رام دیو پہلا شخص تھا جس نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ الحمدللہ علی ذالک، ڈاکٹر علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

کوئی اندازہ کرسکتا ہے ان کے زور بازو کا
نگاہِ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

راجہ نے پانی پر پہرہ لگا دیا، وہ یہ سمجھ رہا تھا کہ انہیں نہانے دھونے اور وضو کرنے کی تکلیف ہوگی تو اجمیر چھوڑ کر یہ فقیر کہیں اور چلا جائے گا مگر انہیں یہ معلوم ہی نہیں تھا کہ جو اللہ کا ہو جاتا ہے، اللہ بھی اس کا ہو جاتا ہے، بلکہ کل خدائی اس کے تابع فرمان ہو جاتی ہے، اس کی حکومت کا سکہ ہر شئی پر رواں دواں ہو جاتا ہے...... سرکار خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ والرضوان نے تالاب اناساگر سے پانی کی ایک چھاگل بھروائی تو فوراً ہی تالاب کا سارا پانی اس چھاگل میں آگیا اور تالاب خشک ہوگیا، یہ منظر دیکھ کر راجہ حواس باختہ ہوگیا اور سمجھ گیا کہ یہ فقیر رُوحانیت کا تاجدار ہے، ان کا مقابلہ مادّی قوت سے غیر ممکن ہے، اس

لیے فوراً جوگی جے پال کو طلب کیا جو ہندوستان کا بہت مشہور اور باکمال جوگی تھا۔ جوگی جے پال کو خبر ملتے ہی اپنے ڈیڑھ سو چیلوں کے ہمراہ مرگ چھالہ پر بیٹھ کر ہوا میں اڑتا ہوا حاضر ہوا اور آپ سے مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہو گیا۔

حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنے اور اپنے رفقاء کے گرد ایک حصار کھینچ کر نماز میں مصروف ہو گئے۔ جوگی جے پال اور اس کے چیلے اس طرح لگاتار آپ پر شعلے برساتے رہے اور اژدہوں کو آگے بڑھاتے کہ لوگوں کو یقین کامل ہو گیا کہ آج اجمیر کی دھرتی سے اس فقیر کا وجود ختم کر دیا جائے گا مگر جونہی نماز سے فارغ ہو کر آپ نے صرف ایک مٹھی خاک اس طرح پھینک دی کہ جس سے یہ سارا جادو آن کی آن میں باطل ہو کر رہ گیا۔ راجہ گھبرا گیا، مخلوق حیرت زدہ رہ گئی، اور جوگی جے پال کا سر جھک گیا اور اپنے عجز کا اعتراف کرتے ہوئے اپنا سر آپ کے قدموں میں رکھ دیا اور پڑھ لیا کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور ہمیشہ کے لیے اسلامی دائرے میں داخل ہو کر جوگی جے پال سے عبداللہ بیابانی ہو گئے۔

یہ تھی شان روحانیت کے تاجدار سرکار خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جن کے سامنے جوگی جے پال کا سارا کمال دم توڑتا ہوا نظر آیا اور خواجہ کی ایک نگاہ کرامت جوگی جے پال پر پڑ گئی تو اس کی قسمت کا ستارہ ہی چمک اٹھا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ

نگاہ ولی میں یہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

پڑھیے درود شریف اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ، وَصَلُّوْا عَلَیْہِ، صَلٰوۃً وَّسَلَامًا عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔

برادرانِ اسلام! اللہ کے ولی کی نظر کہاں کہاں کام کرتی ہے اس کا اندازہ آپ اس واقعہ سے لگائیے کہ ایک مرتبہ سرکار خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کا ایک سخت مخالف جو بظاہر بہت عقیدت مند تھا، بغل میں چھرا دبائے ہوئے حضرت کے قتل کے ارادہ سے آیا، دیکھتے ہی دیکھتے آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ فقیروں کے پاس ازراہ صفا آنا

چاہئے یا از راہ خطا؟ آپ کا یہ فرمانا تھا کہ اس نے بغل سے چھری نکال کر پھینک دی اور سچے دل سے حضرت کا مرید ہو گیا۔

حضرات گرامی! ایک مرتبہ سرکار خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں آٹھ آتش پرست حاضر ہوئے آپ نے انہیں دیکھ کر فرمایا کہ اے بے دینو! تم لوگ آگ کو کیوں پوجتے ہو؟ اور آگ کے پیدا کرنے والے کو کیوں نہیں پوجتے ان آتش پرستوں نے جواب دیا کہ ہم لوگ آگ اس لیے پوجتے ہیں کہ قیامت کے دن وہ ہمیں نہ جلائے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ تمہاری جہالت ہے کہ آتش پرستی کی لعنت میں گرفتار ہو اگر تم خدائے تعالیٰ کی عبادت کرو گے تو دنیا میں بھی فائدے میں رہو گے اور آخرت میں بھی آتش دوزخ سے محفوظ رہو گے۔ مجوسیوں نے کہا کہ آپ خدائے تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں اگر آپ کو یہ آگ نقصان نہ پہونچائے تو ہم ایمان لئے آئیں گے آپ نے فرمایا کہ تم میری بات کرتے ہو انشاء اللہ یہ آگ میری جوتی کو ضرر نہیں پہونچا سکتی یہ فرما کر نعلین مبارک کو آگ میں ڈال کر کہا کہ خبردار! معین الدین کی جوتی کو داغ نہ لگنے پائے آگ فوراً سرد ہو گئی اور حضرت کی نعلین کو داغ تک نہیں لگا۔ حضرت کی یہ کرامت دیکھ کر آٹھوں آتش پرست مسلمان ہو کر آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہو گئے اور آپ کی نگاہ ولایت کی برکت سے آٹھوں مرتبہ ولایت پر فائز ہو گئے۔

برادران اسلام! سرکار خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کی کن کن کرامتوں کا تذکرہ کروں بس یہ سمجھ لیجئے کہ آج ہندوستان میں جو کچھ مسلمان نظر آ رہے ہیں آپ ہی کے قدموں کی برکت ہے۔

پروردگارِ عالم ہم مسلمانوں کو سرکار خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ...... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

☆☆☆☆

(۱۶)سولھویں تقریر

مجدد بھی، مفسر بھی، محدث اور مفتی بھی علوم دیں کے بحر بیکراں احمد رضا تم ہو

مجددِ اعظم

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت، مجدد دین وملت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان

منقبت در شان

سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ

فقیہہ اعظم فخر زمان احمد رضا تم ہو
مقام فقہ میں عرش آستاں احمد رضا تم ہو

بہار گلشن عرفانیاں احمد رضا تم ہو
نگاہ محفل دانشوراں احمد رضا تم ہو

طریقت میں امیر سالکاں احمد رضا تم ہو
شریعت میں سفیر عارفاں احمد رضا تم ہو

غلام خواجہ کون ومکاں احمد رضا تم
امام خواجگان نکتہ داں احمد رضا تم ہو

جہاں ایک عالم علم زباں احمد رضا تم ہو
وہاں ایک شاعر معجز بیاں احمد رضا تم ہو

خدا کی حمد رطب اللسان احمد رضا تم ہو
محمد مصطفیٰ کے مدح خواں احمد رضا تم ہو

مجدد بھی، مفسر بھی ، محدث اور مفتی بھی
علوم دیں کے بحر بیکراں احمد رضا تم ہو

مجدّد اعظم

الحمد للّٰہ و کفی و سلام علی عبادہ الذین الصطفیٰ

اما بعد

فاعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الا انّ اولیاء اللّٰہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون

صدق اللّٰہ العلیُّ العظیم و صدق رسولہ النبی الکریم و نحن علی ذلک لمن الشاھدین و الشاکرین و الحمد للّٰہ ربّ العلمین

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم
جس سمت آگئے ہو سکّے بٹھادیئے ہیں

میرے بزرگو اور دوستو! درجہ فاسی کا ایک ادنیٰ طالب علم ہوں آج میرا دل چاہتا ہے کہ اس نورانی وعرفانی مجلس پاک میں امام اہل سنت آقائے نعمت، دریائے رحمت، سیدی اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدّد دین ملت سیدنا الشاہ امام احمد رضا خانصاحب فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ و الرضوان کی مدح سرائی کروں۔

------ امام احمد رضا کون؟

وہ امام احمد رضا جو بحر شریعت کا غواص تھا
وہ امام احمد رضا جو میدان طریقت کا شہسوار تھا
وہ امام احمد رضا جو شریعت و طریقت کا مجمع البحرین تھا
وہ امام احمد رضا جو آسمان فقاہت کا تابندہ گہر تھا
وہ امام احمد رضا جو گلستان سیاست کا مہکتا پھول تھا
وہ امام احمد رضا جو ماہر ریاضیات و فلکیات تھا
وہ امام احمد رضا جو ماہر الٰہیات و طبعیات تھا
وہ امام احمد رضا جو اپنے وقت کا امام اعظم ابو حنیفہ تھا

وہ امام احمد رضا جو اپنے وقت کا امام شافعی تھا
وہ امام احمد رضا جو اپنے وقت کا امام رازی تھا
وہ امام احمد رضا جو عاشق خیرالوریٰ تھا
وہ امام احمد رضا جو نائب غوث الوریٰ تھا

مجھے کہہ لینے دیجئے کہ وہ امام احمد رضا جن کا احسان عظیم اہل سنت وجماعت پر تھا...اور ہے اورتا قیام قیامت رہے گا.........مگر!

اس عظیم الشان جلیل القدر، اور عظیم المرتبت ہستی کی بارگاہ ناز میں خراج عقیدت پیش کرنے سے قبل میں مناسب سمجھتا ہوں کہ حضور سرور کائنات فخر موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربارشاہانہ میں درود وسلام کی ڈالی ہم سب مل کر نچھاور کریں۔اللھم صل علی سید نا و مو لا نا محمد و با رک و سلم صلوا علیه صلوة و سلاما علیک یا رسو ل اللہ

حضرت علامہ ومولانا شاہ عبدالعلیم صاحب صدیقی میرٹھی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں۔

تمہاری شان میں جو کچھ کہوں اس سے سوا تم ہو
قسیم جام عرفاں اے شہہ احمد رضا تم ہو

جو مرکز ہے شریعت کا مدار اہل طریقت کا
جو محور ہے حقیقت کا وہ قطب الاولیاء تم ہو

یہاں آکر ملیں نہریں شریعت اور طریقت کی
ہے سینہ مجمع البحرین ایسے رہنما تم ہو

حرم والوں نے مانا تم کو اپنا قبلہ و کعبہ
جو قبلہ اصل قبلہ ہے وہ قبلہ نما تم ہو

علیم خستہ اک ادنیٰ گدا ہے آستانہ کا
کرم فرمانے والے حال پر اس کے شاہ تم ہو

حضرات گرامی! حضور سرور کائنات فخر موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ

ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر صدی کے ختم پر ایک ایسا شخص بھیجے گا جو امت کے لئے اس کا دین تازہ کرے گا۔ یعنی جب بھی علم وسنت کی کمی اور جہل وبدعت کی زیادتی ہونے لگے گی تو پروردگار عالم جلّ شانہ صدی کے ختم یا شروع پر ایسا شخص پیدا کریگا جو علم وجہل اور سنت وبدعت میں امتیازی شان پیدا کرے گا، علم کو زندہ اور اہل علم کی تعظیم وتکریم کریگا، بدعت کا خاتمہ کرے گا، اور اہل بدعت کے شرک کا جنازہ نکال دیگا۔ وہ خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرے گا، وہ اس بات کی بھی پراوہ نہیں کریگا کہ کون اپنا بن رہا ہے اور کون بیگانہ بلکہ سربکف ہوکر دین محمدی کے جھنڈے گاڑے گا۔

آئین جواں مرداں، حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

حضرات گرامی! اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد اعظم دین وملت امام احمد رضا خانصاحب فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان ۱۴ ویں رصدی کے مجدّد اعظم تھے، وہ ایسے وقت میں تشریف لائے جب انسانیت دم توڑ رہی تھی، اور شرافت کا جنازہ نکل رہا تھا جب ہر طرف لا دینیت کے بادل منڈلا رہے تھے، جب مسلمانان عالم پر خواہ مخواہ شرک کے فتوے داغے جا رہے تھے، جب ذکر رسول، محبت رسول، میلاد رسول، اور طاعت رسول کو شرک سے تعبیر کیا جا رہا تھا، جب ایمان کے ڈاکو ہر طرف راہبر کے لباس میں گھوم رہے تھے، جب ہر طرف کی فضا، نیچریت، خارجیت، رافضیت اور نجدیت کی آندھیوں میں غبار آلود ہو چکی تھی۔ جب فرقہائے باطل اہلسنت وجماعت کے مقدس نظریات کے خلاف سرگرم عمل تھے تو پروردگار عالم نے ایسے نازک دور میں سیدی امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کو مجدد اعظم بنا کر بھیجا، اور روح القدس کے ذریعے ان کی ایسی مدد فرمائی کہ عقل انسانی حیران وششدر رہ گئی۔

پڑھیے درود شریف۔ اللھم صل علی سیدنا ومولانا محمد وبارک وسلم وصلوا علیہ صلوۃ وسلاما علیک یا رسول اللہ

برادران اسلام !سیدنا امام احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے دین وملت کی ایسی خدمات انجام دی ہیں جن کی نظیر ماضی قریب میں ملنا بہت دشوار ہے ۔ آپ نے جس موضوع پر کلام فرمایا سکّے بٹھا دیئے۔

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلّم
جس سمت آگئے ہو سکّے بٹھادیئے ہیں

امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ جس موضوع پر قلم اٹھاتے ہر قسم کے شکوک وشبہات کا ایسا قلع قمع فرماتے کہ مخالف نہ صرف خاموش ہو جاتا بلکہ ہمیشہ کے لئے لاجواب ہو جاتا،

وہ رضا کے نیزے کی مار ہے
کہ عدو کے سینہ میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے
کہ یہ وار ، وار سے پار ہے

اللھم صل علی سیدنا ومولانا محمد وبارک وسلم صلوا علیہ صلوۃ وسلاما علیک یا رسول اللہ

حضرات محترم ! آج ہمیں جہاں دور حاضر کے تاریخ دانوں سے شکایت ہے اور ہاں زمانۂ حال کے مفکرین سے بھی گلہ ہے جنہوں نے علم دانش کے اور قلم وقرطاس کی قومی وملی امانت کو دیانت سے استعمال کرنے کے بجائے اسے ناجائز مصلحت اندیشی اور غلط جانب داری کے گھاٹ اتار دیا ہے جس سے ایک تاریخی حقیقت پوشیدہ ہو کر رہ گئی ہے اور کاروان فکر اور متلاشیان حق کی رہنمائی کرنے والا ایک بلند مینارہ غبار آلود ہو کر رہ گیا جس کے نتیجہ میں منزل مقصود کو جانے والے سراپا اضطراب ہو کر رہ گئے۔

امام اہل سنت، فقیہ امت، مجدّد اعظم دین ملت عاشق خیر الوریٰ اور اسلام کے ایک عظیم مفکر اور شیخ الاسلام والمسلمین کو صفحات تاریخ پر بلاوجہ مکفر المسلمین گردانا گیا .... اور اس کے برعکس سطحی معلومات رکھنے والے ...... ایمان واسلام

کو غارت کرنے والے، بات بات پر مسلمانوں کو مشرک و بدعتی بنانے والے، فقیہان دین اور ہمدردان مسلمین بن کر سامنے آگئے۔

جنوں کا نام خرد رکھ دیا خرد کا جنوں
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ سازی کرے

پڑھئے درود شریف۔ **اللھم صل علی سیدنا و مولانا و محمد و بارک و سلم صلوا علیہ صلوۃ وسلاما علیک یا رسول اللہ**

برادران اسلام! اگراَن پڑھ اور سیدھے سادے مسلمان کسی ابلیس کے دام تزویر میں پھنس جائیں تو چنداں تعجب نہیں، ہمیں تعجب تو ہے اس بات پر کہ علم و دانش کے دعویدار اور اپنے آپ کو پڑھے لکھے کہلانے والے حضرات نے بھی تاریخ کے جعلی اور اختراعی مصنوعات کو ایک حقیقت سمجھ کر بہ دل و جان تسلیم کر لیا ہے۔

رہے منزل میں سب گم ہیں، مگر افسوس تو یہ ہے
امیر کارواں بھی ہیں، انہیں گم کردہ راہوں میں

برادران ملت اسلامیہ! معاف کیجئے گا ہمیں نہ تو کسی کی دل آزاری مقصود ہے، اور نہ اختلاف کی تلخیاں از سر نو تازہ کرنا مطلوب، ہمیں صرف اور صرف ماہرین تاریخ کی ستم ظریفی کی نشاندہی کر کے امام اہل سنت، آقائے نعمت اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، مجدد دین وملت، سیدنا امام احمد رضا خانصاحب فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے صحیح مقام و مرتبے سے قوم کو روشناس کرنا ہے، تاکہ عقیدت منداپنی عقیدت و محبت کو تازہ کریں۔ اور پرائے اپنی آنکھوں سے تعصب کی عینک اتار کر، اور دلوں سے بغض و کینہ کی کدورت نکال کر امام اہل سنت کے عقیدمندوں کی صفوں میں شامل ہوں، اور اپنی آخرت کو سنوار لیں، حقائق کے چہرے سے نقاب کشائی کے بعد بھی اگر کسی کو عداوت و نفاق کی گہرائیوں میں پڑا رہنا پسند ہو تو اس میں حقائق کا کیا قصور، اس کی اپنی بدنصیبی اور بدبختی سمجھی جائے گی۔ علاڈاکٹر اقبال نے کیا خوب کہا ہے کہ۔

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مرد ناداں پر کلام نرم و نازک بے اثر

پڑھئے درود شریف اللھم صل علی سید نا و مولا نا محمد و با رک وسلم وصلو ا علیہ صلوۃ و سلاما علیک یا رسول اللہ

برادران اسلام! امام احمد رضا فاضل بریلوی صرف ایک مولوی یا مفتی کا نام نہیں، امام احمد رضا فاضل بریلوی صرف ایک فرد واحد کا نام نہیں بلکہ

امام احمد رضا نام ہے ایک جماعت کا
امام احمد رضا نام ہے ایک انجمن کا
امام احمد رضا نام ہے ایک لائبریری کا
امام احمد رضا نام ہے ایک مکتبہ فکر کا
امام احمد رضا نام ہے ایک ہمہ گیر تحریک کا
امام احمد رضا نام ہے ایک عظیم درسگاہ کا

بلکہ مجھے کہہ لینے دیجئے کہ........

احمد رضا نا م ہے ایک کا ئنا ت کا ۔

اللھم صل علی سید نا و مو لا نا محمد وبا رک وسلم صلو ا علیہ صلوۃ و سلاما علیک یا رسو ل اللہ

حضرات گرامی! آج کے اس دور انحطاط میں دنیا کو ضرورت ہے امام احمد رضا کی، نئ روشنی کے ارباب فکر ونظر کو ضرورت ہے امام احمد رضا کی، فلسفہ کے شیدائیوں کو ضرورت ہے امام احمد رضا کی، نئ تہذیب وتمدن کے شیدائیوں کو ضرورت ہے امام احمد رضا کی، آج کے اسکالروں کو ضرورت ہے امام احمد رضا کی، آج کے مہندسوں اور انجینیر وں کو ضرورت ہے امام احمد رضا کی، آج کے ماہرین فلکیات وریاضیات کو ضرورت ہے امام احمد رضا کی، آج کے سائنس دانوں کو ضرورت ہے امام احمد رضا کی۔

مجھے کہہ لینے دیجئے کہ آج پوری دنیا کو ضرورت ہے امام احمد رضا کی۔
امام احمد رضا کے نظریات و عقائد کی ضرورت ہے
امام احمد رضا کے افکار و خیالات کی ضرورت ہے

امام احمد رضا کے علم و فن کی ضرورت ہے

امام احمد رضا کے جذبۂ عشق و محبت کی ضرورت ہے

مگر میرے بھائیو! اس کے لئے ضرورت ہے کہ عصبیت وتنگ نظری کی عینک اتار کر امام احمد رضا کی ہمہ گیر اور عظیم شخصیت کی گہرائیوں میں اتر کر جائزہ لیا جائے تاکہ معلوم ہو کہ صداقت کیا ہے۔

تعصب چھوڑ ناداں دہر کے آئینہ خانے میں
یہ تصویریں ہیں تیری جن کو سمجھا ہے برا تم نے

پڑھیئے درود شریف۔ **اللھم صل علی سیدنا ومولانا محمد وبارک وسلم صلوا علیہ صلوۃ وسلاما علیک یا رسول اللہ**

برادران اسلام! خدا کا شکر ہے کہ مجدد اعظم دین وملت کی بارگاہ ناز میں عقیدت ومحبت کے چند کلمات عرض کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

پروردگار عالم ہم سبھوں کو امام اہل سنت، مجدد دین وملت، کے مقام و مرتبت کا صحیح عرفان عطا فرمائے۔ اور ان کے مرقد انور پر تاقیامت اپنے فضل و کرم کی بارش برسائے۔ آمین!

اب میں اس شعر کے ساتھ آپ لوگوں سے رخصت ہو رہا ہوں۔

ابر رحمت، تیرے مرقد پر گہر باری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

فنا کے بعد بھی باقی ہے شان رہبری تیری
خدا کی رحمتیں ہوں اے امیر کارواں تجھ پر

وما علینا الا البلاغ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

☆☆☆☆☆☆

(۱۷) سترہویں تقریر

مفتئ اعظم

تاجدار اہل سنت مرشدی مصطفےٰ رضا خاں
صاحب نوری علیہ الرحمۃ والرضوان
زہد و تقویٰ کو بھی جس کی زندگی پر ناز تھا
عامل دین و شریعت مفتئ اعظم کی ذات

مفتئ اعظم علیہ الرحمہ

ید رحمت حق ہے نام مفتئ اعظم
ہے کتنا محترم عالم میں نام مفتئ اعظم

نہیں بھولیں گے ہم اہل سنن صبح قیامت تک
دلوں پہ نقش ہے ایسا پیام مفتئ اعظم

یہاں تو سر بہ خم ہیں اہل علم و عارفان حق
خدا ہی جانے کیا ہوگا مقام مفتئ اعظم

شراب معرفت بٹتی ہے ان کے آستانے پر
جسے دیکھو وہی ہے مست جام مفتئ اعظم

پڑھو مومنو! گر لذّت عشق نبی چاہو
کلام اعلیٰ حضرت اور کلام مفتئ اعظم

میرا ایمان ہے، آسان ہوں گی مشکلیں اس کی
مصیبت میں کبھی لے گا جو نام مفتئ اعظم

رہ عرفاں میں خورشید و قمر بن کر چمکتے ہیں
بفیض سرور دیں نقش گام مفتئ اعظم

اجالا دے رہا ہے رہ روان راہ سنت کو
خدا کے فضل سے ماہ تمام مفتئ اعظم

جلیل حشمتی کو ناز ہے ان کی غلامی پر
غلام غوث اعظم ہے غلام مفتئ اعظم

مفتیٔ اعظم علیہ الرحمہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم
الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ۔

برادران ملت! سب سے پہلے ہم اور آپ محسن انسانیت، حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار گہربار میں ہدیۂ درود وسلام نچھاور کریں۔

پڑھئے باآواز بلند اللھم صل علی سیدنا ومولانا محمد وبارک وسلم وصلوا علیہ صلوۃ وسلاما علیک یا رسول اللہ

حضرات گرامی! آج میرا دل چاہتا ہے کہ شہزادۂ اعلیٰ حضرت تاجدار اہل سنت شیخ الاسلام، عارف باللہ، حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد ال الرحمٰن ابوالبرکات محی الدین جیلانی مصطفیٰ رضا خانصاحب المعروف بہ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کے کشف وکرامات کی چند جھلکیاں پیش کروں۔

ان کا سایہ اک تجلی ان کا نقش پا چراغ وہ جدھر گزرے ادھر روشنی ہوتی گئی

سب سے پہلے سیدی حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ کی شان گرامی میں منقبت کے چند اشعار عرض کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں، آپ حضرات نہایت ہی سکون واطمینان سے سماعت فرمایئے۔

شمع بزم اہل سنت مفتی اعظم کی ذات فخر دوراں
فخر ملت مفتی اعظم کی ذات

جانشین غوث اعظم تھی جو ذات باصفا پیکر رشد وہدایت مفتی اعظم کی ذات
فخر کرتا ہے زمانہ جس کی ہر اک بات پر باکرامت باوجاہت مفتی اعظم کی ذات
جس نے اکناف جہاں میں علم دیں پھیلا دیا مصدر علم وشریعت مفتی اعظم کی ذات

مفتی عالم تھی بیشک ذات والا آپ کی
صدر بزم علم و حکمت مفتی اعظم کی ذات

زہد و تقویٰ کو بھی جس کی زندگی پر ناز تھا
عامل دین و شریعت مفتی اعظم کی ذات

تھی ثنائے مصطفیٰ جس کی غذائے قلب و روح
غرق در مدح رسالت مفتی اعظم کی ذات

کر دیا جس نے تہہ و بالا جہان کفر کو
قاطع کفر و ضلالت مفتی اعظم کی ذات

ایک نعمانی ہی کیا سارا جہاں ہے معتقد
مرکز عشق و عقیدت مفتی اعظم کی ذات

حضرات محترم! شہزادۂ اعلیٰ حضرت، تاجدار اہل سنت، سیدی سرکار مفتی اعظم رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کی ذات گرامی جملہ مسلمانان اہل سنت کیلئے بہت بڑی نعمت تھی، اصلاح عقائد و اعمال کے سلسلے میں جو کام بڑے بڑے خطیب و مقرر کی شعلہ بار تقریر نہیں کر پاتی وہ آپ کی ایک نگاہ ولایت کر دکھاتی، آپ نے گوشہ نشین ہوتے ہوئے بھی اپنے باوفا غلاموں، عقیدت کیشوں، اور احتیاج مندوں کی دستگیری اور کرم فرمائی کی ہے ملک تو ملک بیرون ملک سے لوگ کشاں کشاں آتے رہے اور آپ کے دریائے فیض سے مالا مال ہو کر واپس ہوتے رہے، کسی بھی جماعت کو ایسی ذات جو علم و فضل کا سمندر اور زہد و تقویٰ کا پہاڑ ہو صدیوں میں میسر آتی ہے۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

مرشدی آقائی سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کے زہد و تقویٰ اور پابندی احکام شریعت کی نظیر اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے کہ حکومت ہند اور حکومت سعودی عرب کی طرف سے فوٹو کے ساتھ پاسپورٹ کی قید ہوتے ہوئے بھی آپ نے بغیر تصویر کھنچوائے حج کیا، یہ آپ بھی جانتے ہیں کہ فوٹو کے بغیر پاسپورٹ بن نہیں سکتا مگر آقائی و مولائی حضور سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان نے صاف لفظوں میں فرما دیا کہ تصویر کھنچوانا عند الشرع ناجائز اور حرام ہے، حج کے لئے اتنا بڑا ناجائز کام کر کے بارگاہ رسالت میں حاضری کیسے دوں، اس سے قبل میں گیا تھا تو تصویر کی قید نہیں تھی، یہ کس قدر حیرت کا مقام ہے کہ جس رسول گرامی کی مقدس شریعت میں فوٹو کھینچوانا اور اس کا رکھنا حرام ہے اسی رسول گرامی وقار کی مقدس شریعت میں فوٹو

کھنچوا کر جاؤں؟ یہ مجھ سے کبھی نہ ہو سکے گا، چنانچہ حکومت ہند نے رسول گرامی وقار کے ایک سچے عاشق زار کو بلا فوٹو پاس پورٹ بنانے کی اجازت دی۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

حضرات! سیدی حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان جو زہد و تقویٰ کے کوہ گراں تھے، بالآخر بغیر فوٹو کھنچوائے حج بیت اللہ اور زیارت روضۂ رسول اللہ کے لئے تشریف لے گئے اور اپنے عمل و کردار سے ثابت کر دیا کہ

لوگ کہتے ہیں بدلتا ہے زمانہ سب کو
مرد وہ ہیں جو زمانے کو بدل دیتے ہیں

سیدی حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان ایک مرد حق آگاہ، ایک زبردست ولی کامل اور صاحب کرامت و روشن ضمیر بزرگ تھے، آپ کی کرامتوں نے بے شمار گم شدہ کی رہنمائی کی ہے اور آپ کی باطنی تصرف اور دعاؤں نے ان گنت غم کے ماروں کی بگڑی بنائی ہے۔

چنانچہ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ الہٰ باد کے مشہور موضع ''سرافنی'' میں حضرت خطیب مشرق علامہ محمد مشتاق نظامی علیہ الرحمہ کی نظامت میں عظیم الشان پیمانہ پر جلسہ میلاد النبی ہو رہا تھا، اسٹیج پر علمائے اہل سنت کے ساتھ ساتھ سیدی سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان بھی رونق افروز تھے، گرامی قدر حافظ و قاری مولانا اعجاز احمد کامٹوی علیہ الرحمہ نے جونہی تقریر شروع کی بوندا بوند پانی پڑنے لگا، اور دیکھتے ہی دیکھتے بارش تیز ہو گئی، سارا مجمع اٹھ گیا، حتی کہ حضرت علامہ نظامی صاحب علیہ الرحمہ بھی ایک طرف روانہ ہو گئے، مگر حضرت اسی تخت پر بیٹھے رہے، اور حضرت نے مولانا محمد اعجاز احمد صاحب کامٹوی علیہ الرحمہ سے فرمایا کہ آپ اپنی تقریر جاری رکھئے اور مصروف دعا ہو گئے جونہی دعا فرمائی فوراً بارش بند ہو گئی، پانی جیسے ہی تھما سب لوگ دوبارہ آ گئے اور جلسہ تین بجے تک ہوتا رہا۔

جلسہ کے اختتام کے بعد جب لوگوں اپنے اپنے گھروں کو لوٹے تو یہ دیکھ کر حیران و ششدر رہ ہو گئے کہ جلسہ گاہ کے علاوہ ہر جگہ بارش ہو رہی ہے اور خوب تیز ہو رہی

ہے، قریب کے تمام کھیتوں میں کافی پانی جمع ہوگیا ہے، جلسہ گاہ میں جتنے حضرات حاضر تھے ان میں سے کسی کو یہ علم نہ تھا کہ جلسہ گاہ کے ادھر ادھر بارش ہورہی ہے، یہ آپ کی دعا کی برکت کا نتیجہ تھا، بلاشک وشبہ آپ نائب غوث الاعظم تھے۔

کیا ہی خوب فرمایا ہے حضرت علامہ عبدالمبین نعمانی نے کہ

جانشین غوث اعظم تھی جو ذات با صفا
پیکر رشد و ہدایت مفتی اعظم کی ذات

درود شریف پڑھئے تو حضرت کی کچھ کرامتیں اور بیان کروں، پڑھئے باآواز بلند

اللھم صل علی سیدنا ومولانا محمد وبارک وسلم صلوا علیہ صلوۃ وسلاما علیک یا رسول اللہ

حضرات گرامی! ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ سیدی حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ احمد آباد تشریف لے گئے، وہاں ایک بے قصور آدمی کو پھانسی کی سزا ہوگئی تھی، اس کی بیوی حضرت کی بارگاہ میں حاضر ہوئی، اور اپنے بچوں کو دکھا کر حضرت کو کہنے لگی کہ حضور! سب یہ یتیم ہوجائیں گے، اس کے کہنے پر حضرت آبدیدہ ہوگئے، حضرت نے فوراً تعویذ دیا اور فرمایا کہ اس کے گلے میں ڈال دو، اللہ بڑی قدرت والا ہے، یہ اسی کا کلام ہے جس کو میں لکھ کر دے رہا ہوں، جاؤ وہ چھوٹ جائے گا۔

وہ عورت تعویذ لے کر بھاگی ہوئی اپنے شوہر کے پاس جیل میں آئی اور اللہ کا نام لیکر اس کے گلے میں ڈال دیا۔ شوہر نے کہا اب کیا ہوگا، پرسوں ہی تو پھانسی ہے، مگر اسے کیا خبر کہ ایک ولی کامل کی دوربین نگاہیں کہاں تک دیکھ رہی ہیں، بہرحال پھانسی کا وقت آگیا، پھانسی کے تختہ پر چڑھانے سے قبل ملزم کا کپڑا بدلا گیا مگر کپڑا بدلنے والوں میں سے کسی نے اس کے گلے کا تعویذ نہیں دیکھا بلکہ سب کے سب اندھے ہوگئے وہ شخص تعویذ پہنے ہوئے ادھر پھانسی کے تختہ پر چڑھا ادھر بجلی فیل ہوگئی قریب ہی کھڑے ہوئے جج کی نظر اس کے تعویذ پر پڑگئی اور اس نے کہا کہ بس وقت ختم ہوگیا، اب میں تمہارے مقدمے کی سماعت پھر کروں گا۔

چنانچہ جج نے ملزم کو کٹہرے پر کھڑا کر کے اس سے سوال کیا کہ کیا تم بے قصور ہو؟

ملزم نے جواب دیا کہ واقعی میں بے قصور ہوں، یک بیک جج نے ملزم کے قریب ہی کھڑے ہوئے ایک سفید ریش نورانی چہرے والے کو دیکھا، جج سمجھ گیا اور اس نے اس کو چھوڑ دیا۔ **سبحان اللہ، سبحان اللہ،**

حضرات گرامی! دیکھا آپ نے کہ وہ شخص حضرت کی روحانی توجہ سے کس طرح پھانسی کے تختہ سے بچ گیا۔

مولیٰ تبارک وتعالیٰ ہمیں اور سارے مسلمانان اہل سنت کو سیدی حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کے فیوض وبرکات سے مالا مال فرمائے۔ آمین

حضرات محترم ! سیدی سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان جو علوم شریعت اور معارف طریقت کے مجمع البحرین تھے جن کے ذات والا صفات تقویٰ وتقدس، علم وعمل، اور فضل وکمال کا بیش بہا خزانہ تھی اور جن کی پوری زندگی شریعت مطہرہ کے دائرے میں رہ کر گزری تھی، جب آپ نے اس دار فانی سے رخصت ہو کر داعی اجل کو لبیک کہا تو اس کے بعد بھی پاس شریعت کا دامن ہاتھ سے جانے نہ دیا جس کی واضح اور روشن دلیل یہ ہے کہ جمعہ کے دن صبح کے وقت حضرت کو غسل دیا گیا غسل دینے والوں میں مظہر مفتی اعظم حضرت علامہ اختر رضا خانصاحب ازہری، ریحان ملت حضرت علامہ ریحان رضا خانصاحب علیہ الرحمہ حضرت علامہ نعیم اللہ خان صاحب حضرت علامہ عبد المجید صاحب افریقی، حاجی محمد فاروق صاحب بنارسی اور قاری امانت رسول صاحب پیلی بھیتی کے اسماء گرامی خاص طور پر قابل ذکر ہیں، ان حضرات کا متفقہ بیان ہے کہ غسل دیتے وقت حضرت کے زانوئے مبارک سے جیسے ہی ذرا سا کپڑا کھسکا کہ فوراً حضرت نے اپنی انگشت شہادت اور بیچ والی انگلی سے کپڑا پکڑ لیا، اور زانوں کا حصہ بے ستر ہونے سے محفوظ رہ گیا اور اس وقت تک پکڑے رہے جب تک کہ انگلیوں کی گرفت سے کپڑا کھینچ نہیں لیا گیا۔

اس واقعہ کو سب لوگوں نے (جو وہاں حاضر تھے) اپنی آنکھوں سے اطمینان کے ساتھ دیکھا اور اس عقیدے کی سچائی کا مشاہدہ کر لیا کہ اللہ کے ولی اور اسکے مقرب بندے زندہ رہتے ہیں اور ایسا کیوں نہ ہو کہ مقبولان بارگاہ الٰہی کی موت وحیات عام

انسانوں کی موت وحیات کے مثل نہیں۔ بلکہ ان پاک نفوس کی موت درحقیقت ان کی حیات جاودانی کا دروازہ ہے کہ یہ موت کے دروازے سے داخل ہوکرایسے عالم حیات کے باشندے بن جاتے ہیں، جہاں موت وحیات کا گزرنہیں

زندہ جاوید ہے اللہ والوں کا گروہ
امت مرحومہ سوسکتی ہے مرسکتی نہیں

حضرات گرامی! جناب مولانا عبدالنعیم صاحب بلرامپوری نے اپنی کتاب ''مفتی اعظم ہند'' میں ایک واقعہ بیان کیا ہے جو یقیناً سننے سے تعلق رکھتا ہے۔ موصوف مذکور تحریر فرماتے ہیں کہ شہر بریلی شریف جس محلے میں مظہر اعلیٰ حضرت، تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کا دولت کدہ اسی محلّہ سوداگران میں ایک غیر مسلم بھی رہا کرتا تھا، جو ایک عرصہ سے نہایت ہی اپاہج اور معذور تھا وہ گھسٹ کر چلتا تھا وہ اپاہج ہر روز حضرت کے یہاں حاجت مندوں کی بھیڑ دیکھتا اور سوچتا کہ، کیا بڑے مولوی صاحب کے پاس جاؤں مجھے بھی ٹھیک کردیں گے؟ مگر پھر کچھ سوچ کر ارادہ ترک کردیتا، حسن اتفاق کہیے کہ ایک روز حضرت مسجد سے گھر تشریف لارہے تھے تو وہ حضرت کے سامنے راستہ پر (لاٹھیوں کے سہارے) کھڑا ہوگیا، حضرت نے اسے دیکھا، اور بغیر کچھ کہے سنے اس کے پیروں پر کچھ پڑھ کر دم کردیا، اور دعا کردی وہ اسی طرح گھر لوٹ گیا، اور گھر پہنچ کر چارپائی پر بیٹھ گیا، اور تھوڑی دیر کے بعد جب اٹھا تو بغیر لاٹھی کے اپنے آپ کھڑا ہوگیا، تب اس نے بتایا کہ تھوڑی دیر پہلے بڑے مولوی صاحب سے دم کرا کر آیا ہوں، حضرت کی نگاہ ولایت جس نے اپاہج کے دل کی دھڑکنوں کو محسوس کرلیا، اور حاجت روائی بھی فرمائی۔

حضرات محترم! سیدی حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مقدس ذات گرامی سے اس طرح کی بہت سی کرامتیں صادر ہوئی ہیں، جن کا شمار اتنے تھوڑی وقت میں مشکل ہے، اگر اللہ کی مرضی شامل حال رہی تو ان شاء اللہ تعالیٰ پھر کسی فرصت میں بیان کروں گا۔

ہاں البتہ اتنا ضرور یاد رکھ لیجئے کہ حضرت کی سب سے بڑی اور زبردست کرامت استقامت فی الدین، نیز آپ کا تقویٰ اور آپ کی متشرع زندگی ہے، بلاشبہ آپ اپنے وقت کے ولی کامل تھے، قطب زمانہ تھے، عارف باللہ تھے، سیدی اعلیٰ حضرت کے سچے جانشین تھے عوام کا تو کچھ شمار نہیں، اہل علم و فضل آپ کی ولایت کے قائل اور معترف رہے ہیں اور ہیں، کسی شاعر خوش فکر نے کیا خوب کہا ہے۔

تو مرشد کامل ہے، تو مفتی اعظم ہے
انداز فقیہانہ الفاظ فقیہانہ

تو شاہ ولایت ہے یہ شان کرامت تھی
ہوتا تھا صدور ان کا سرکار سے روزانہ

حضرات گرامی! سیدی سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی شان گرامی میں منقبت کے چند اشعار اور پیش کر کے جلدی ہی آپ سے رخصت ہو رہا ہوں، ذرا غور سے سماعت فرمایئے اور سبحان اللہ کی گونج میں سماعت فرمایئے، مگر پہلے ایک مرتبہ بارگاہ رسالت میں صلوۃ وسلام کا نذرانہ عقیدت پیش کر لیجئے،

پڑھیئے باآواز بلند درود شریف، **اللھم صل علی سید نا و مو لا نا محمد و بارک وسلم صلوا علیہ صلوۃ وسلاما علیک یا رسو ل اللہ**

مجھ کو دولت نہ جاہ ہشم چاہیے تیرا مفتی اعظم کرم چاہئے
ہے دل مضطر کی تمنا یہی بس تیرا سامنا، مرتے دم چاہئے
جو ہے مفتی اعظم کے در کا گدا اس کو دنیا نہ عقبیٰ کا غم چاہیے
مل گئے ہیں مجھے ابن احمد رضا کچھ نہیں اب۔ خدا کی قسم چاہئے
نزع میں، قبر میں حشر میں ہر جگہ تیرا مفتی اعظم کرم چاہیے

وما علینا الا البلاغ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ وبرکاتہ

☆☆☆☆

نعت شریف

(از شبیر پورنوی)

عشق احمد کس قدر روح پرور ہے دیکھئے
دل نشیں ہے گنبد خضراء کا منظر دیکھئے

فرش سے تا عرش پہونچے یک بیک صل علی
دیکھئے شان نبی شان پیمبر دیکھئے

مرے ذہن وفکر میں ہر دم ہیں آقا جلوہ گر
خوش نصیبی دیکھئے میرا مقدر دیکھئے

دیکھ کر جھک جائیں گے جن وبشر حور وملک
اک ذرا جام محبت ان کا پی کر دیکھئے

بندۂ عاصی کو بخشش کا سہارا مل گیا
شافع محشر کو یارو، روز محشر دیکھئے

آپ کا شبیر ہے لطف وکرم کا منتظر
اس طرف بھی اک نظر محبوب داور دیکھئے

نعت شریف

(از شبیر پورنوی)

کعبہ خم ہے روضۂ خیر الوریٰ کے سامنے
چاندنی پھیکی ہے نور مصطفیٰ کے سامنے

پیش کردوں گا جو ہے سرمایہ حب رسول
حشر میں جس وقت جاؤں گا خدا کے سامنے

دولت دارین ہے میری نگاہوں میں حقیر
رحمۃ اللعلمیں کی خاک پا کے سامنے

اللہ اللہ مٹ رہا ہے دل سے دنیا کا خیال
ذکر حق اور نغمہ صل علی کے سامنے

بارگاہ حق میں اس کے ہوگئے سجدے قبول
جھک گیا جو دل حبیب کبریا کے سامنے

کار فرما تھا انہیں کا عشق کہ اشرار دین
دم بخود تھے حضرت احمد رضا کے سامنے

پیش کرنا اے نسیم صبح میرا سلام
باادب جاکر شہ ہر دوسرا کے سامنے

شہنشاہ بغداد

(از محمد ظفر پور کھیر یرول)

جو مئے عشق شہ بغداد سے سرشار ہے
دیکھئے تو مست ہے لیکن بہت ہوشیار ہے

جس جگہ اقطاب عالم کی جبیں ہے سرنگوں
غوث اعظم پیر پیراں! وہ تیرا دربار ہے

اولیاء کی گردنیں زیر قدم ہیں آپ کے
اللہ اللہ شاہ جیلاں کیا تیری سرکار ہے

ہر مرض کے دور ہونے کیلئے یا غوث پاک
آپ کی امداد مجھ کو اور دعا درکار ہے

واسطہ سرکار دو عالم کا کرم فرمایئے
سخت صدمہ میں میرے آقا تیرا بیمار ہے

پھنس گئی ہے میری کشتی بحر طوفاں میں تو کیا
آپ آجائیں تو بس چشم زدن میں پار ہے

حضرت حسنین کے صدقہ میں اے پیروں کے پیر
اس ظفر خستہ کو تیری اک نظر درکار ہے

سلطان الہند

(سید عبدالحق چشتی)

تصویر محمد ہے چہرہ میرے خواجہ کا
کعبہ ہے فقیروں کا روضہ میرے خواجہ کا

جس کو نہ یقیں آئے اجمیر چلا جائے
بٹتا ہے وہاں گھر گھر صدقہ میرے خواجہ کا

جنت کے نظاروں کو خاطر میں کیا لاؤں
نظروں میں سمایا ہے روضہ میرے خواجہ کا

دیکھو تو سخاوت میں کیا شان ہے خواجہ کی
کھاتے ہیں شہنشہ بھی ٹکڑا میرے خواجہ کا

نظروں میں نہیں بھاتی کونین کی سلطانی
شاہوں سے افضل ہے منگتا میرے خواجہ کا

کعبہ کی طرف زاہد میں کیسے پلٹ آؤں
سید نے بتایا ہے رستہ میرے خواجہ کا

قطعہ

خواجۂ ہند وہ دربار ہے اعلیٰ تیرا
کبھی محروم نہیں مانگنے والا تیرا
کیا مہک ہے کہ معطر ہے دماغ عالم
خطۂ گلشن فردوس ہے روضہ تیرا

شجرۂ عالیہ حضرات عالیہ قادریہ برکاتیہ

رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین الی یوم الدین

یا الٰہی رحم فرما مصطفیٰ کے واسطے
یا رسول اللہ کرم کیجئے خدا کے واسطے

مشکلیں حل کر شہ مشکل کشا کے واسطے
کر بلائیں رد شہید کربلا کے واسطے

سید سجاد کے صدقے میں ساجد رکھ مجھے
علم حق دے باقر علم ہدیٰ کے واسطے

صدق صادق کا تصدق صادق الاسلام کر
بے غضب راضی ہو کاظم اور رضا کے واسطے

بہر معروف وسری معروف دے بے خودسری
جند حق میں گن جنید باصفا کے واسطے

بہر شبلی شیر حق دنیا کے کتوں سے بچا
ایک کا رکھ عبد واحد بے ریا کے واسطے

بوالفرح کا صدقہ کر غم کو فرح دے حسن وسعد
بو الحسن اور بو سعید سعد زا کے واسطے

قادری کر قادری رکھ قادریوں میں اٹھا
قدر عبدالقادر قدرت نما کے واسطے

احسن اللہ لہ رزقا سے دے رزق حسن
بندۂ رزاق تاج الاصفیا کے واسطے

نصر ابی صالح کا صدقہ صالح ومنصور رکھ
دے حیات دین محیؔ جاں فزا کے واسطے

طور عرفان و علو وحمد حسنیٰ وبہا
دے علی موسیٰ حسن احمد بہا کے واسطے

بہر ابراہیم مجھ پر نار غم گلزار کر
بھیک دے داتا بھکاری بادشاہ کے واسطے

خانہ دل کو ضیا دے روئے ایمان کو جمال
شہ ضیا مولی جمال الاولیاء کے واسطے

دے محمد کے لئے روزی کر احمد کے لئے
خوان فضل اللہ سے حصہ گدا کے واسطے

دین ودنیا کے مجھے برکات دے برکات سے
عشق حق دے عشقی عشق انتما کے واسطے

حب اہل بیت دے آل محمد کے لئے
کر شہید عشق حمزہ پیشوا کے واسطے

دل کو اچھا تن کو ستھرا جان کو پرنور کر
اچھے پیارے شمس دین بدر العلی کے واسطے

دو جہاں میں خادم آل رسول اللہ کر
حضرت آل رسول مقتدا کے واسطے

صدقہ ان اعیان کا دے چھ عین عز علم وعمل
عفو وعرفاں عافیت احمد رضا کے واسطے

(۱۸)اٹھارویں تقریر

حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ

تاجدار سمناں، حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ

ہر کوئی مست وبیخود ہیں تیرے میخانے سے
فیض ملتا ہے ہر اک کو تیرے کاشانے سے

میرے مخدوم! بدلتی ہے دلوں کی دنیا
لطف کی اک نظر ہی تیری اٹھ جانے سے

نعت شریف

آنا لوٹ کر جب تو اے صبا مدینے سے
لانا شاہ طیبہ کی خاک پا مدینے سے

بارگاہ قدرت میں تب قبول ہوتی ہے
ہو کے جب گزرتی ہے ہر دعا مدینے سے

عطر بیز ہوتی ہے مشک ریز ہوتی ہے
صبح وشام آتی ہے جو ہوا مدینے سے

جا کے اپنی منزل پر لوٹا نہیں کوئی
کون ہے جو چاہے گا لوٹنا مدینے سے

اے کمالؔ نور اس کے چہرے سے برستا تھا
عاشق نبی تھا وہ آیا تھا مدین

قطعہ

آپ کی جب کسی پر نظر ہوگئی
دل کی دنیا ادھر سے ادھر ہوگئی

آپ کا نام لیتے ہی اشرفؔ جہاں
بے اثر بات بھی پر اثر ہوگئی

حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ

الحمد للہ و کفی و سلام علی عبا دہ الذین اصطفی

اما بعد

فا عوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

الا ان اولیاء اللہ لا خو ف علیھم ولا ھم یحزنون

صد ق اللہ مو لا نا العظیم و صدق رسو لہ النبی الکریم

برادران محترم! پہلے آقائے نامدار، مدنی تاجدار احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ ﷺ کی بارگاہ ناز میں نعتیہ اشعار کے چند بند سماعت فرمائیے مگر اس سے پہلے بارگاہ بیکس پناہ میں درود و سلام کا نذرانۂ عقیدت پیش کر لیجیے۔

پڑھیئے بلند آواز سے درود پاک اللھم صل علی سید نا ومولا نا محمد و بارک و سلم و صلو ا علیہ صلوۃ و سلاما علیک یا رسو ل اللہ

میرے مصطفیٰ کا ثانی کوئی دوسرا نہیں ہے
کسی انجمن میں ایسا کوئی آئینہ نہیں ہے

اسے کس طرح کہیں ہم کہ لکھا پڑھا نہیں ہے
یہ کلام پاک کیا ہے، جو معجزہ نہیں ہے

رہ بندگی و طاعت پہ غرور کرنے والے
جو مدینے سے نہ گزرے کوئی راستہ نہیں ہے

میرے دل میں آنے والے یہ نقاب رخ الٹ دے
کہ یہاں میرے علاوہ کوئی دوسرا نہیں ہے

میرے شعر ان کی مدحت میری شاعری عبادت
مجھے بے نواز نہ سمجھو میرے پاس کیا نہیں ہے

جو رضائے مصطفیٰ پر دل وجان لٹا چکا ہو
اسے موت و زندگی سے کوئی واسطہ نہیں ہے

مجھے مانگنا ہے جو کچھ میں انہیں سے مانگ لونگا
مجھے دوسروں کا اے حق کوئی آسرا نہیں ہے

برادران اسلام ! آج کی اس بزم نور ونکہت میں تاجدار سمناں، تارک السلطنت، حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمۃ والرضوان کی بافیض ذات بابرکات سے متعلق کچھ عرض کرنے کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہوں مگر اس سے قبل ہم اور آپ دونوں مل کر اپنے آقا جگ کے داتا حضور سرور کائنات فخر موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے نورانی دربار گوہر بار میں صلوٰۃ وسلام کا ہدیہ نچھاور کریں۔

پڑھیئے۔ **اللھم صل علی سید نا و مو لا نا محمد و با رک و سلم و صلوا علیہ صلوۃ و سلا ما علیک یا رسو ل اللہ**

حضرات گرامی ! آپ لوگوں سے جب بھی آقا ومولیٰ حضور تاجدار مدینہ ﷺ کی مقدس بارگاہ میں درودوسلام عرض کرنے کے لئے کہا جائے تو آپ لوگ بلا تامل جھوم جھوم کر آقا کی بارگاہ میں صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کیجئے۔ کیونکہ اس سے آسان اور عمدہ وظیفہ کوئی نہیں ہے۔ مجھے اس موقع پر درود پاک کے برکات سے متعلق حضرت شیخ محدث احمد بن ابی بکر علیہ الرحمۃ کی وہ روایت یاد آرہی ہے جوانہوں نے راحت القلوب میں حضرت شیخ شبلی علیہ الرحمہ سے نقل فرمائی ہے۔

حضرت شیخ شبلی علیہ الرحمہ بیان فرماتے ہیں کہ میرے پڑوس میں ایک آدمی کا انتقال ہوگیا، میں نے اس کو خواب میں دیکھا، اور پوچھا کہ خداوند قدوس نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ وہ کہنے لگا کہ تم کیا پوچھتے ہو، بڑے بڑے خوفناک مناظر میرے سامنے پیش کئے گئے خاص کر منکر نکیر کے سوال وجواب کا وقت تو مجھ پر بہت ہی دشوار گزرا، غیب سے ایک آواز آئی کہ دنیا میں تم نے اپنی زبان کو بیکار رکھا تھا۔ اس لئے تم پر یہ سختی پیش آئی لیکن جس وقت عذاب کے فرشتے میری طرف بڑھے اس وقت ایک انتہائی حسین وجمیل شخص خوشبو میں معطر میرے اور فرشتوں کے درمیان آکر حائل ہوگیا۔ اور مجھے ایمان کی حجت سکھانے لگا، میں نے کہا اللہ تجھ پر رحم کرے، تو کون ہے؟ تو اس نے کہا کہ جو دنیا میں تو آقا کی بارگاہ میں کثرت سے درود پاک پڑھتا تھا میں اسی

پڑھتے ہوئے درود پاک سے پیدا کیا گیا ہوں اور مجھے حکم ہوا کہ تجھے ہر سختی اور بے چینی سے بچاؤں، اور ہر مصیبت میں تیری مدد کروں۔

سبحان اللہ سبحان اللہ!

حضرات! گرامی۔ آقائے دو جہاں، انیس بیکساں حضور تاجدار مدینہ ﷺ کی بارگاہ بیکس پناہ میں کثرت سے صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کرنا بے شمار دینی اور دینوی فوائد و برکات رکھتا ہے۔ لہٰذا ایک مرتبہ اور بلند آواز سے بارگاہ محبوب میں صلوٰۃ وسلام عرض کیجئے۔

اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد و بارک و سلم صلوا علیہ صلوٰۃ وسلاما علیک یا رسول اللہ

حضرات گرامی! تاجدار سمناں، حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ ثم کچھوچھوی کی ذات بابرکات سے آج کون واقف وآشنا نہیں۔ پروردگار عالم نے آپ کو ایک طرف دنیاوی تاج وتخت عطا فرمایا تو دوسری طرف روحانیت کا تاجدار بنا کر قطبیت ومحبوبیت کے منصب بلند پر فائز فرمایا، یہی وجہ ہے کہ آج ہر طرف آپ کی عظمت وشہرت کا ڈنکا بج رہا ہے اور ہر خاص وعام آپ کے فیضان سے شب وروز فیض یاب ہو رہے ہیں۔

حضرات محترم! تاجدار سمناں کا سلسلۂ نسب سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے انیسویں پشت میں جا ملتا ہے۔ اس طرح نسلی اعتبار سے آپ حسینی سادات ہیں، آپ کے والد گرامی حضرت ابراہیم سمناں کے بادشاہ تھے، جو حد درجہ کریم النفس، خدا رسیدہ بزرگ اور بے پناہ عادل و پرہیز گار تھے، مگر ان کے کوئی اولاد نہیں تھی جس کی وجہ سے بزرگان دین اور اولیاء کاملین سے استمداد کے خواہاں تھے۔ ایک دن اچانک اس زمانے کے مجذوب شاہی محل میں داخل ہو کر سامنے آ گئے ملکہ اور بادشاہ دونوں بیحد حیران و پریشان ہوئے کہ اتنے سخت انتظامات کے باوجود آخر یہ مجذوب شاہی محل میں کس طرح داخل ہو گئے مگر فوراً ہی خیال آیا کہ اللہ والوں کے لئے یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے، سلطان نے سلام کر کے مجذوب کا استقبال کیا تخت

شاہی پر بٹھایا، اور خود دست بستہ تخت شاہی کے نیچے کھڑے ہو گئے۔

مجذوب نے سلطان کو مخاطب کر کے فرمایا تم لڑکے کے لئے بیحد فکر مند ہو وارث تخت چاہیئے؟ سلطان نے فرمایا، حضور! عنایت ہو، مہربانی ہوگی۔

میں تمہیں باذن خدا ایسالا جواب لڑکا دوں گا کہ دنیا اس پر فخر کرے گی مگر اس کی قیمت ہزار شاہی اشرفیاں ہیں، سلطان نے فوراً ہی ہزار شاہی اشرفیاں حاضر کر دیں، مجذوب خوشی خوشی اٹھ کر چلنے لگے۔ سلطان بھی رخصت کرنے کے لئے ان کے پیچھے پیچھے چل پڑے، چند قدم چلنے کے بعد مجذوب نے مڑ کر دیکھا اور فرمایا ایک فرزند تو لے چکے پھر پیچھے کیوں آتے ہو، اچھا ایک اور سہی، یہ کہہ کر مجذوب غائب ہو گئے، سبحان اللہ یہ ہے دیوانگان عشق کا مقام کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

دیوانے کو تحقیر سے دیوانہ نہ سمجھو دیوانہ بہت سوچ کر دیوانہ بنا ہے

دنیا والوں کے سامنے یہ حضرات دیوانے اور مجنون ضرور نظر آتے ہیں، مگر دراصل بڑے ہی عقلمند اور ہوش وخرد کے مالک ہوتے ہیں۔ جذب کے عالم میں جو کچھ ان کے منھ سے نکل جاتا ہے مولیٰ تبارک وتعالیٰ اسے پورا فرماتا ہے۔ مولانا رومی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کمان سے نکلا ہوا تیر واپس ہوسکتا ہے مگر دیوانۂ عشق کے منھ سے نکلی ہوئی بات کبھی واپس نہیں آسکتی ہے۔

جذب کے عالم جو نکلے لب مومن سے وہ بات حقیقت میں تقدیر الٰہی ہے

مجذوب وقت نے عالم جذب میں کہہ دیا کہ جا میں نے تجھے بحکم خدا دو بیٹے عطا کئے

سبحان اللہ، سبحان اللہ

برادران ملت! مقام غور وفکر ہے کہ جب غلام رسول کی یہ شان ہے تو پھر شہنشاہ رُسل کی کیا شان ہوگی۔

چنانچہ چند ہی ایام کے بعد حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ کی والدہ ماجدہ کو آثار حمل نمودار ہوتا ہے۔ آور آپ کے والد گرامی حضرت محمد ابراھیم خواب میں آقائے دو عالم تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوتے ہیں۔ حضور سرور کائنات، فخر موجودات، محسن کائنات جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے

ابراہیم! خدا تجھے دو بیٹے عطا فرمائے گا، ایک اشرف، اور دوسرا اعرف۔

اشرف بڑا عارف و کامل ہوگا اور اسکے علم و فضل سے دنیا فیضیاب ہوگی۔ سبحان اللہ جن کی آمد کی بشارت احمد مختار، حبیب پروردگار، دونوں عالم کے سرکار حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم دے رہے ہوں وہ کس شان و شوکت کے ساتھ اپنے قدوم میمنت لزوم سے اس خاکدان گیتی کو سرفراز کیا ہوگا، اور کس کس انداز سے سارے عالم کو اپنے فیوض و برکات سے نوازا ہوگا۔

حضرات گرامی ! حضرت مخدوم سید جہانگیر سمنانی نے ۱۴ سال کی عمر شریف ہی میں تمام علوم وفنون میں ید طولیٰ حاصل کرلیا۔ اور پندرہ سال کی عمر میں والد گرامی کے وصال کے بعد ارکان دولت کی ضد اور عوام کے بے پناہ اصرار سے عنان حکومت سنبھالی، تخت سلطنت پر رونق افروز ہوکر عدل وانصاف کی وہ مثال قائم کی کہ دنیا کے ایوانوں میں آپ کے انصاف۔ کے چرچے ہونے لگے، اور دوسرے بادشاہ آپ پر رشک کرنے لگے، آپ سلطنت کے انتظامی معاملات کے ساتھ فرائض وسنن اور واجبات کو پابندی سے ادا کرتے اور عارفوں کی تلاش وجستجو میں بھی رہتے ابھی آپ نے سمنان میں صرف دس سال حکومت فرمائی تھی کہ ایک شب حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا اے اشرف...... سلطنت الٰہیہ چاہتے ہو تو دنیا کو خیر باد کہہ کر ہندوستان چلے جاؤ،

آپ فوراً تخت سلطانی چھوڑ کر اور اسے اپنے چھوٹے بھائی محمد اعرف کے حوالے فرما کر والدہ ماجدہ سے اجازت لے کر سمنان سے رخصت ہوتے ہیں اور مختلف مقامات کو عزت بخشتے ہوئے ہندوستان تشریف لاتے ہیں، اس زمانے میں اہل بنگال سلسلۂ چشتیہ کے مشہور و معروف بزرگ حضرت شیخ علاء الدین علاء الحق بن سعد لاہوری علیہ الرحمہ کی مذہبی وروحانی تعلیمات سے فیضیاب ہورہے تھے۔ حضرت شیخ علاء الحق علیہ الرحمہ بھی کسی ملک کے سلطان تھے، مگر انہوں نے سلطنت کے تمام منصب وجاہ کو چھوڑ کر درویشی کو ترجیح دی تھی، حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ نے آپ ہی کے دست حق پرست پر بیعت فرما کر اپنے پیر و مرشد حضرت شاہ علاء الحق علیہ الرحمہ کی فیض بخش بارگاہ پنڈوہ میں رہ کر ریاضتیں، برکتیں اور

نعمتیں حاصل کیں ۔ ایک دن شاہ علاء الدین پنڈوی علیہ الرحمہ نے فرمایا ۔اے اشرف ! اب تمھیں اتر پردیش میں شہر جونپور کی ولایت سپرد کی جاتی ہے، تم وہاں جاؤ تاکہ گمشدگان راہ حق تم سے مستفیض ہوں ۔ حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ اپنے مرشد گرامی کا ارشاد پاک سن کر شہر جونپور کے لئے بطیب خاطر آمادۂ سفر ہو گئے ۔آپ نے پنڈوہ شریف بنگال سے روانہ ہو کر شہروں، قصبوں اور دیہاتوں کو اپنی نورانی شعاعوں سے روشن منور کرتے ہوئے اس مقام پر پہونچے جہاں کے لئے پیرو مرشد نے حکم فرمایا تھا۔ اس مقام کو دیکھتے ہی حضرت نے فرمایا کہ یہ وہی مقام ہے جہاں کے لئے پیرو مرشد نے حکم فرمایا تھا، اور اس مقام کو مجھے دکھلایا بھی گیا تھا۔

حضرات گرامی ! وہ مقام نہایت ہی دلکش اور پر فضا مقام ہے جس کو دنیا کچھوچھہ شریف کے نام سے یاد کرتی ہے، جہاں آج حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ والرضوان کا مزار پر انوار مرجع ہر خاص وعام اور نفع بخش کائنات ہے ۔ جہاں رات و دن حاجتمندوں کا تانتا بندھا رہتا ہے ۔ اور تمام زائرین اپنے اپنے دامن آرزو کو گوہر مراد سے بھرتے ہیں اور آپ کے روحانی فیوض و برکات سے مستفیض و مستفید ہوتے ہیں۔

حضرات محترم ! ایک مرتبہ اور درود شریف پیش کیجئے تو میں حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی کی بے شمار کرامتوں میں سے قلت وقت کے پیش نظر صرف دو کرامتیں آپ کو سناؤں۔

پڑھیئے باواز بلند درود شریف **اللھم صل علی سید نا و مو لا نا محمد وبا رک وسلم و صلو ا علیہ صلوۃ و سلا ما علیک یا رسو ل اللّٰہ**

برادران اسلام ! ایک مرتبہ حضرت مخدوم سید اشرف سمنانی علیہ الرحمۃ و الرضوان سفر فرماتے ہوئے بنارس کے علاقہ میں قیام پذیر ہوئے ، ایک دن مناظر قدرت ملاحظہ فرماتے ہوئے باہر بت خانہ کی طرف نکلے جہاں لوگ پتھر کے تراشیدہ بتوں کی پرستش میں مصروف تھے ، حضرت پر ایک کیفیت طاری ہوئی ، مورتیوں کی پرستش کرنے والے لوگ آپ کے چہرۂ انور کو دیکھ کر جمع ہو گئے ۔ اور دین دھرم کے

بارے مناظرہ کرنے لگے۔ حضرت نے فرمایا اگر میں تمہارے بتوں سے اسلام کی صداقت وحقانیت کی گواہی دلوادوں تو کیا تم لوگ ہماری حق پرستی اور سچائی کا اقرار کرلوگے، جملہ حاضرین نے وعدہ کیا ایسا مشاہدہ ہوجائے تو ہم لوگ دل سے مذہب اسلام کے قائل ہوجائیں گے۔ اور ہم آپ کی بات مان لیں گے۔ چنانچہ اس قول واقرار کے بعد آپ نے بتوں کی طرف اشارہ فرمایا اور کہا اے بتوں! اگر دین محمد برحق ہے تو تم سب کلمہ پڑھو، بے شمار خلقت وہاں جمع تھی، لوگوں کا کثیر اژدہام تھا، سبھی لوگ حیرت میں پڑ گئے جب بت خانے کے بتوں نے بآواز بلند اور بزبان فصیح لا اله الا اللّٰه محمد رسو ل اللـه پڑھا آپ کی یہ کرامت اسلام کی صداقت کے لئے ایک چیلنج کی حیثیت رکھتی ہے۔ اسلام کی صداقت کے قائل ہوکر ہزاروں افراد حلقہ بگوش اسلام ہوگئے۔

درود پاک پڑھ لیجئے اللهم صل علی سید نا و مو لانا ومحمد بارک و سلم صلو اعلیه صلو ة و سلا ما علیک یا ر سو ل اللّٰه

برادران اسلام !ایک مرتبہ حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمۃ والرضوان دمشق شام کی جامع مسجد میں تشریف فرما تھے ایک ترکی عورت اپنے بارہ سالہ بچے کو لے کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور روتے ہوئے عرض کرنے لگی کہ حضور! میرے مردہ بچے کو زندہ کردیجئے، اللہ والے مشکل وقت میں کام آتے ہیں، کیونکہ اللہ نے اپنے خاص بندے کو اختیار دیا ہے، عورت کی پریشانی اور بیقراری دیکھ کر حضرت نے مراقبہ فرمایا، پھر سر اٹھا کر فرمایا قم با ذ ن اللّٰه وہ بچہ بحکم خدا زندہ ہوگیا۔

سبحان الله، سبحا ن الله

حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمۃ والرضوان نے اس واقعہ سے اپنا عقیدہ واضح کردیا کہ اللہ نے اپنے نیک بندوں کو مردہ زندہ کرنے کا اختیار عطا فرمایا ہے۔ **برادران اسلام** !اب میں آپ سے رخصت ہورہا ہوں۔

وما علینا الا البلا غ

السلا م علیکم ور حمة اللّٰه وبر کا ته

(۱۹) انسویں تقریر

مخدوم الملک

حضرت شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری قدس سرہ

بٹتی ہے بادۂ عرفاں تیرے میخانے سے
فیض پاتا ہے زمانہ تیرے کاشانے سے
برکتیں نام کی اے مخدوم بہاری تیرے
بگڑیاں بنتی ہیں لب پہ تیرانام آجانے سے

شفاعت پہ نظر ہے

سینے میں ہے قرآن ہدایت پہ نظر ہے
اللہ کی بخشی ہوئی نعمت پہ نظر ہے
زاہد میں خطا کار ہوں رحمت پہ نظر ہے
سرکار مدینہ کی محبت پہ نظر ہے
فرمان محمد ہے میری زیست کا حاصل
اسلام کی پاکیزہ روایت پہ نظر ہے
تاحد نظر جلوۂ محبوب خدا ہے
اس وقت میری ماہ نبوت پہ نظر ہے
آتا ہے خیالوں میں جہاں گنبد خضرا
احساس یہ ہوتا ہے کہ جنت پہ نظر ہے
اندیشۂ پرسش ہے، نہ دوزخ کا ہمیں ڈر
مختار دوعالم کی شفاعت پہ نظر ہے
شاداب سدا گلشن اسلام رہے گا
واللہ شہیدوں کی شہادت پہ نظر ہے
خالدؔ! ہیں سرحشر سبھی طالب بخشش
آقا کی مگر حالت امت پہ نظر ہے

حضرت مخدوم شیخ شرف الدین یحیٰ منیری علیہ الرحمہ

الحمد للّٰہ و کفی و سلام علی عبا د ہ الذین اصطفیٰ

اما بعد

فقد قا ل اللہ تعا لیٰ فی القرآ ن العظیم و الفرقان الحکیم

فا عوذ با للّٰہ من الشیطن الر جیم بسم اللّٰہ الر حمٰن الر حیم

الا انّ اولیا ء اللہ لا خو ف علیھم و لا ھم یحزنو ن

صدق اللّٰہ مو لا ناالعظیم و بلغنا رسو لہ النبی الکر یم

برادران اسلام ! کچھ عرض کرنے سے قبل بہتر اور مناسب سمجھتا ہوں کہ آقا ئے نامدار مدنی تاجدار ہاشمی سرکار، محبوب پروردگار، شفیع روز شمار، ہم غریبوں کے غمگسار ، بے قراروں کے قرار، کائنات کی بہترین فصل بہار، دست قدرت کے اولین شاہکار حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ میں ہدیہ صلوٰۃ وسلام نچھاور کریں۔

پڑھیئے باآواز بلند درود شریف

اللھم صل علی سید نا و مو لا نا محمد و با رک وسلم و صلوا علیہ صلوۃ و سلا ما علیک یا رسول اللّٰہ

حضرات محترم ! میں درجہ فارسی کا ایک ننھا سا طالب علم ہوں، میری یہ خوش بختی ہے کہ آج کی اس مقدس محفل میں مجھ ناچیز سے یہ فرمائش کی گئی ہے کہ آج میں اس ذات گرامی سے متعلق آپ لوگوں کے سامنے کچھ لب کشائی کی جرأت کروں جس ذات گرامی کی باوقار اور پرعظمت شخصیت سے ہماری جماعت کے اکثر لوگ ناواقف ہیں، اس سے ہماری مراد حضرت مخدوم شیخ شرف الدین احمد یحیٰ منیری علیہ الرحمہ کی ذات گرامی ہے مگر حضرت کی باوقار اور پرعظمت شخصیت سے متعلق عرض کرنے سے پہلے حضور سرور کائنات فخر موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ کرم میں حضرت ظفر پوکھریروی کے منتخب نعتیہ کلام میں سے چند وجد آفریں اور روح پرور اشعار سماعت فرمائیے۔

مجھ کو کچھ بھی نہ اے مصطفےٰ چاہئے　　تیرے رخ کی ضیاء چاہئے

عالم نزع میں اے حبیب خدا　　آپ کی آمد جاں فزا......چاہئے

گرمی حشر میں یا شہہ دیں مجھے　　تیرے دامن کی ٹھنڈی ہوا چاہئے

روٹھ جائے زمانہ نہیں غم مجھے　　جان رحمت کا اک آسرا چاہئے

میری کشتی کو منجدھار میں یا نبی　　آپ کی ایک نگاہ......عطا چاہئے

اے ظفر ذکر ان کا کئے جایئے
آپ کو جب خدا کی رضا.....چاہئے

ایک مرتبہ اور بلند آواز سے آقا کی بارگاہ میں صلوٰۃ وسلام کا نذرانۂ عقیدت پیش کیجئے۔

اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد وبارک و سلم صلوا علیہ صلوۃ و سلاما علیک یا رسول اللہ

حضرات گرامی ! حضرت مخدوم جہاں شیخ شرف الدین احمد یحیٰ منیر رحمۃ اللہ علیہ ان اکابر اولیاء اللہ میں سے ہیں جن کی زندگی کا ایک ایک لمحہ عبادت و ریاضت میں گزرا، حیات مقدسہ کی ہر ہر گھڑی تعلیم امت میں صرف ہوئی اور عمر شریف کا زیادہ تر حصہ خدمت خلق میں بسر ہوا، بلا شبہ آپ کی ذات منبع فیض وکمالات ہے۔اور آپ کے فرمودات روحانی انقلاب کا سرچشمہ، اور آپ کا طرز عمل اور انداز زندگی ہمارے لئے روشنی کا مینار ہے۔

حضرت مخدوم جہاں کی شان انتہائی ارفع و اعلیٰ ہے آپ کا علم بحر بیکراں ہے، آپ کا فیض چشمہ سیال اور آپ کی شخصیت لازوال ہے۔ ہمارا شعور آپ کے دریائے علم کی گہرائی معلوم نہیں کرسکتا، ہماری فراست آپ کی رفعتوں کو چھو نہیں سکتی، اور ہماری عقل آپ کی شخصیت کا حصار نہیں کرسکتی۔

بادشاہوں نے آپ کی دہلیز پر اپنا تاج شاہی اتار دیا، صوفیاء نے آپ کی باگاہ میں گلیم فقیری پھینک دی اور علماء کا پندار علم آپکی چوکھٹ چوم کر رہ گیا۔تو پھر مجھ جیسا بے علم و بے مایہ سرکار مخدوم کی ارفع و اعلیٰ شخصیت کو کما حقہ کیا بیان کرسکتا ہے، ہاں البتہ ان کے مدحت گزاروں اور عقیدت شعاروں کی صف میں یہ ناچیز ضرور کھڑا ہوسکتا ہے۔

برادران اسلام! حضرت مخدوم جہاں شیخ شرف الدین احمد یحیٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ آسمان ولایت کے وہ آفتاب ہیں جس کی ایمان افروز شعائیں صبح قیامت تک انسانوں کے قلوب کو منور و مجلیٰ کرتی رہیں گی۔ حضرت مخدوم جہاں شیخ شرف الدین احمد یحیٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ شان و عظمت کے جس بلند مینارے پر کھڑے ہیں وہاں تک عقل وادراک کی رسائی ممکن نہیں۔ اوراس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ مخدوم جہاں کی تعلیم و تربیت معلم کائنات، فخر موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی مقدس بارگاہ سے ہوئی ہے۔ سبحان اللہ، آپ لوگ خود ہی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جس کو معلم کائنات حضور تاجدار مدینہ ﷺ نے خود اپنی غلامی کے لئے منتخب کر کے پیکر نور اسکے سینے کو گنجینۂ علوم بنادیا ہو پھراس کی رفعت شان کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔

حضرات گرامی! میں پورے وثوق کے ساتھ عرض کر رہا ہوں کہ محمد عبدالوہاب نجدی کے عقائد و نظریات کے حاملین اگر اپنی نگاہوں سے عصبیت کا چشمہ اور نجدیت کی پٹی اتار کر معلم کائنات حضور تاجدار مدینہ ﷺ کے عشاق بیشمار میں سے صرف اسی ایک آفتاب ولایت حضرت مخدوم جہاں علیہ الرحمہ کے ہی وسعت علم کو دیکھیں تو اس بحر ناپیدا کنار کا کنارہ نظر نہیں آئے گا، اور جب سرکار دو جہاں ﷺ کی بارگاہ کے ایک قطرے کا یہ عالم کہ اس کی وسعتوں میں کائنات گم ہو جائے تو پھر ہمارے نبی غیب داں حضور تاجدار مدینہ ﷺ کے دریائے علوم کی وسعتوں کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔

حضرات محترم! حضرت مخدوم جہاں شرف الدین احمد یحیٰ منیری ثم بہاری علیہ الرحمۃ والرضوان نے تقریباً سترہ سو کتابیں تصنیف فرما کر دین وملت کی بے پناہ خدمات انجام دیں، آپ کے مکتوبات شہرۂ آفاق دنیائے تصوف میں بہت ہی عظیم اور بلند درجہ رکھتے ہیں، جو مسائل شریعت وطریقت اور معرفت وحقیقت پر مشتمل گنجہائے گرانمایہ ہے، ان میں فرمودہ اسرار ورموز حقائق ومعارف کی دلنواز موجیں اس بات کی غماز ہیں کہ حضرت مخدوم جہاں مسائل تصوف میں درجۂ امامت اور مقام اجتہاد پر فائز ہیں۔ آپ کے ہر مکتوب کا لب لباب یہی ہے کہ اسلام کو زندگی کے ہر شعبے پر مکمل طور پر نافذ کیا جائے۔ امت مسلمہ کے قلوب کو محبت رسول کی دولت لازوال سے معمور اور آباد کیا

جائے۔فرزند اسلام کے افکار واذہان کو دینی سانچے میں ڈھالا جائے، عقائد اہل سنت پرسختی سے کاربند اور مذہب اہل سنت کی حقانیت پر یقین کامل رکھتے ہوئے ہر کار خیر کو انجام دیا جائے اور شریعت مطہرہ کو طریقت پر مقدم کیا جائے۔اس لئے کہ جو طریقت شریعت کے مخالف ہو وہ الحاد و زندقہ ہے، جیسا کہ آج کل کچھ جاہل صوفی شریعت و طریقت میں تفریق کرتے ہیں، اور ببانگ دہل اعلان کرتے پھرتے ہیں کہ شریعت اور چیز ہے اور طریقت اور۔اور اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ کثرت ایسے جاہل پیروں کی ہوگئی ہے جنہوں نے پیری مریدی کا سلسلہ جاری کر رکھا ہے وہ تو خود شریعت پر عمل کرتے نہیں اب وہ اپنے کئے ہوئے خلاف شرع کام پر نادم ہونے کے بجائے اپنے مریدین کو یہ تأثر دیتے ہیں کہ ملّا کی شریعت اور ہے، اور صوفی کی طریقت اور، استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ۔

حضرات گرامی !بات یہیں پر ختم نہیں ہوتی ہے بلکہ اب تو یہ جاہل پیر عبادت سے بھی انکار کرتے ہیں علی الاعلان کہتے پھرتے ہیں کہ نماز روزہ کی کوئی ضرورت نہیں۔

مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست
پس بہر دست نباید داد دست

یعنی بہت سے ابلیس شیطانوں کی شکل میں پھرتے ہیں ہر اک کے ہاتھ میں ہاتھ نہیں دینا چاہئے۔خدائے قدیر ہر مسلمان کو ایسے جاہل بے دین پیروں سے بچائے، یہ دین وملت کے غدار اور ایمان کے ڈاکو ہیں۔

میرے دینی بھائیو !آپ لوگ ہمیشہ ایسے ڈاکوؤں سے ہوشیار رہئے۔ہاں تو میں عرض کر رہا تھا کہ حضور مخدوم الملک علیہ الرحمہ نے بھی اس امر کی وضاحت کرتے ہوئے اپنے مکتوب وملفوظات میں صاف صاف فرمادیا ہے، کہ جب تک شریعت مطہرہ میں محقق نہ ہوگا اس کو طریقت سے کوئی فائدہ نہ ہوگا، اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی فرمایا کہ ”جاہل صوفی شیطان کا آلہ ہے“۔

حضرت مخدوم جہاں علیہ الرحمہ ایک دوسری جگہ اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں کہ

طریقت بے شریعت نیست واصل
حقیقت بے طریقت نیست حاصل

یعنی طریقت، بغیر شریعت کے کام آنے والی نہیں اور طریقت کے بغیر حقیقت حاصل نہیں ہو سکتی۔

اب وہ لوگ ہوش کے ناخن لیں جو لوگ اپنے کو صاحب طریقت کہلاتے ہیں اور شریعت مطہرہ کی مخالفت بھی کرتے ہیں۔ پروردگار عالم ایسے لوگوں کو توفیق خیر اور راہ ہدایت عطا فرمائے۔

درود شریف پڑھئے اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد و بارک وسلم و صلوا علیہ صلوۃ و سلاما علیک یا رسول اللہ

برادران اسلام !حضرت مخدوم جہاں، مخدوم بہاری کے نام سے بھی جانے پہچانے جاتے ہیں۔ آپ ۲۹ر شعبان المعظم ۶۶۱ھ کو ضلع پٹنہ کے قصبہ منیر شریف میں پیدا ہوئے اسی لئے آپ کو مخدوم الملک شرف الدین احمد یحییٰ منیری کہا جاتا ہے۔ آپ خاندان ہاشمی کے وہ انمول فرد ہیں جن کا سلسلۂ پدری حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے، اور سلسلۂ قادری سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔

حضرات !اس میں کوئی شک نہیں کہ حضور مخدوم الملک علیہ الرحمہ پیدائشی ولی تھے۔ حضور مخدوم الملک نے ابتدائی تعلیم اپنے وطن اصلی میں رہ کر ہی حاصل کی تھی، او ربہت سی کتابیں اپنے بزرگوں سے پڑھی تھیں، منیر شریف میں متوسطات تک تعلیم مکمل کر لینے کے بعد اس زمانے کے علوم و معارف کے کوہ گراں اور فضل و کمال کے درخشندہ آفتا ب حضرت علامہ شرف الدین ابو توامہ بخاری کی برکت صحبت میں ۲۲ر سال تک رہ کر تمام علوم وفنون میں مہارت تامہ حاصل کی، علوم نبویہ کے حصول سے فراغت کے بعد حضو رمخدوم جہاں علیہ الرحمہ اپنے برادر مخدوم جلیل کے ہمراہ خواجہ نجیب الدین فردوسی کی باگاہ میں حاضر ہوئے، جیسے ہی خواجہ نجیب الدین فردوسی علیہ الرحمہ کی نگاہ آپ پر پڑی فرمایا:

''منھ میں پان، پگڑی میں پان اور دعویٰ میں شیخ ہوں''

یہ سن کر فوراً آپ نے پان کو پھینک دیا اور باادب بیٹھ گئے، مرید ہونے کی خواہش ظاہر کی، خواجہ نے فرمایا...... میں تمہارا برسوں سے انتظار کر رہا ہوں'' ۔ کہ تمہاری امانت تمہارے حوالے کر دوں ۔ یہ فرما کر خواجہ نجیب الدین نے آپ کو داخل سلسلہ کر لیا، اور جو اجازت نامہ حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے بارہ برس پہلے لکھ کر رکھا تھا وہ آپ کے حوالے کیا، اور وطن مالوف لوٹ جانے کی اجازت مرحمت فرمائی ..... مخدوم شرف الدین احمد بہاری نے عرض کیا حضور! ابھی تو میں نے آپ کا دامن ہی تھاما ہے، اور تعلیم و تربیت کے بغیر ہی مجھے آپ رخصت کر رہے ہیں، کچھ دنوں تک صحبت میں رہنے کا موقع عنایت فرمایا جائے۔

یہ سن کر مرشد گرامی نے فرمایا ...... تمہاری تعلیم خود معلم کائنات حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے ہوگی، اپنے وطن لوٹ جاؤ، مگر راہ میں کچھ سننا تو واپس نہ لوٹنا، حضرت مخدوم بہاری علیہ الرحمہ وہاں سے رخصت ہوئے اور منیر شریف کے لئے روانہ ہو گئے ۔ راستہ میں خبر ملی کہ خواجہ نجیب الدین فردوسی کا وصال ہو گیا ہے مگر بحکم مرشد گرامی سفر کو جاری رکھا ...... صوبہ بہار کے ضلع بھوجپور گاؤں بہیا میں پہونچے تو آپ پر وجد کی کیفیت طاری ہوئی اور اسی عالم جذب میں بہیا کے جنگل میں برادر گرامی کی نظروں سے اوجھل ہو گئے۔

حضرات گرامی! حضرت مخدوم بہاری علیہ الرحمہ ۱۲ ربرس تک بہیا کے جنگل میں عبادت و ریاضت میں مشغول رہنے کے بعد پھر آپ راج گیر کے جنگل میں چلے گئے جہاں آپ تیس برس تک یاد الٰہی میں مصروف رہے، سخت ریاضتیں کیں، اور اللہ کے محبوب دانائے غیوب حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مخدوم بہاری علیہ الرحمہ کی خود تعلیم و تربیت فرمائی .... آپ کے مرشد گرامی خواجہ نجیب الدین فردوسی علیہ الرحمہ کو یہی ایک صفت اولیاء اور صوفیاء میں ممتاز کرنے کے لئے کافی ہے کہ آپ کی تعلیم براہ راست بارگاہ سید الانام صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی۔

ایک مرتبہ حضرت مخدوم بہاری علیہ الرحمہ سے عرض کیا گیا کہ حضور! آپ نے ۱۲ ر

برس تک بہیا کے جنگل میں اور تیس برس تک راج گیر کے جنگل میں سخت سے سخت مجاہدے کئے اور کڑی سے کڑی ریاضتیں کیں، تو آخر ان بیالیس برسوں تک آپ کیا تناول فرماتے رہے۔ تو حضور مخدوم الملک بہاری علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ......

''ضرورت کے تحت گھاس اور پتیاں کھالیا کرتا تھا''

سبحان اللہ، سبحان اللہ، اللہ کے نیک اور برگزیدہ بندے ایسے بھی گزرے ہیں جو گھاس اور پتیاں کھا کر اپنے خالق و مالک کی عبادت و ریاضت میں لگے رہتے تھے۔ اور آج ہم بھر پیٹ کھا کر بھی اپنے رب کائنات کی نافرمانی میں شب و روز لگے رہتے ہیں۔ خدائے قدیر ان بزرگوں کی عبادتوں کے صدقے میں ہم لوگوں کو بھی عبادت و ریاضت کا ذوق و شوق مرحمت فرمائے۔ آمین

حضرات محترم! حضرت مخدوم شرف الدین احمد یحییٰ منیری علیہ الرحمہ ہفتہ میں ایک بار جمعہ کے دن جنگل سے تشریف لاتے اور اپنے عقیدت مندوں سے ملاقات کرتے اور اپنے شیدائیوں کو اپنے دیدار پر انوار سے مشرف فرماتے، چنانچہ آپ کے تمام عقیدت مندوں اور شیدائیوں نے سوچا کہ حضرت وفا شعاروں کو اپنے دیدار پر انوار سے مشرف کرنے کے لئے جب ہفتہ میں ایک بار جمعہ کے دن جنگل سے آہی جاتے ہیں تو حضرت کے لئے ایک جگہ متعین کیوں نہ کردیں جہاں نماز جمعہ سے فارغ ہو کر ہم لوگ حضرت کے فیوض و برکات سے مالا مال ہوں، چنانچہ حضرت کے لئے ایک جھونپڑی بنوائی گئی جہاں آج حضور مخدوم الملک علیہ الرحمہ کی خانقاہ معظم ہے۔ آپ نماز جمعہ کے بعد کچھ دیر یہاں قیام فرماتے، ارادت مندوں کی بھیڑ لگتی، شیدائیوں کا ہجوم ہوتا، اور عقیدت شعار کافی تعداد میں جمع ہوتے، اور سب کے سب آپ کے دیدار کا شربت خوب خوب نوش کرتے۔ کچھ عرصہ کے بعد چاہنے والوں کے مزید اصرار پر آپ یہاں مستقل رہ کر اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں مصروف ہو گئے...... چنانچہ بہار شریف میں حضور مخدوم الملک نے رشد و ہدایت اور تعلیم و تربیت کا کام بڑی تیزی سے شروع کر دیا اور چند ہی ایام میں ہر چہار جانب حضور مخدوم الملک کی مقبولیت و شہرت پھیل گئی۔

شہنشاہ سلطان محمد تغلق نے حضور مخدوم بہاری کے لئے ایک شاندار خانقاہ تعمیر کرادی، صوبہ بہار میں یہ پہلی خانقاہ تھی جسے ہندوستان کے بادشاہ نے تعمیر کرائی تھی، اور راج گیر کا پورا خطہ حضور مخدوم بہاری کو نذر کردیا، حضرت نے گورنر کے مزید اصرار پر راج گیر کا پرگنہ تو قبول کرلیا مگر کچھ ہی عرصہ بعد جب سلطان محمد تغلق کی وفات ہوئی اور سلطان فیرز تغلق تخت سلطنت پر بیٹھا تو حضور مخدوم الملک علیہ الرحمہ نے دلی جاکر راج گیر کے تمام دستاویز کو واپس کردیا اور فرمایا یہ ہم فقیروں کی روش کے خلاف ہے۔ سلطان فیروز تغلق نے بوقت رخصت حضور مخدوم الملک علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں کافی نقد پیش کیا، بادشاہ کے سامنے آپ نے قبول تو فرمالیا مگر جب بادشاہ کے دروازہ سے آگے بڑھے تو تمام نقد فقیروں میں تقسیم فرمادیا۔

حضرت مخدوم الملک علیہ الرحمہ باون برس اپنی خانقاہ بہار شریف میں جلوہ افروز رہے، اور اپنی خانقاہ سے رشد وہدایت کی ایسی شمع روشن رکھی جس کے ذریعہ بے شمار لوگوں کے دلوں کو آپ نے مصفّی ومجلّی فرمایا اور انہیں شریعت وطریقت کی تعلیم دے کر منصب ولایت پر فائز کیا۔ آپ کی نظر کیمیا اثر نے بہت لوگوں کو ولایت بخشی اور آپ کی صحبت سے فیضیاب ہونے والے کا تو شمار ہی نہیں ہے، آپ کی خانقاہ شریف میں علماء اور مشائخ اور محدثین ومتکلمین کا اچھا خاصا جمگھٹا لگا رہتا، مریدین ومتوسلین آپ سے شریعت وطریقت کے متعلق سوال کرتے اور آپ ہر سوال کا جواب صاف صاف بیان فرمادیتے، آپ کے ارشادات بڑے ہی معنی خیز اور لطیف ہوتے۔

حضرات محترم! حضرت مخدوم الملک کی کونسی خوبی بیان کروں، انہوں نے صرف اللہ کی رضا اور مصطفیٰ جان رحمت کی خوشنودی کے لئے لذت نفس کو قربان کر دیا تو خدا قدیر جل شانہ نے آپ کو وہ رفعت وبلندی عطا فرمائی کہ ہمارے مرغ فراست کی رسائی بھی وہاں ممکن نہیں، آج وہ ہماری نظروں سے اوجھل اور پوشیدہ ہیں مگر ہم عقیدت شعاران کی نظروں سے کبھی اوجھل نہیں ہوسکتے وہ آج بھی اپنے مرقد انور سے اپنے چاہنے والوں کی دستگیری کرتے ہیں، وفا کیشوں کے دامن مراد کو گوہر مقصود سے بھر تے ہیں، اور تمام حاضرین زائرین کو اپنے فیوض وبرکات سے مالامال کرتے ہیں۔

حضرات ! حضور مخدوم بہاری علیہ الرحمہ کا مزار اقدس بہار شریف میں بڑی درگاہ کے نام سے مشہور ہے، اور زیارت گاہ خاص و عام ہے، آپ کا عرس مبارک پانچ شوال المکرّم سے آٹھ شوال تک بڑے تزک واحتشام کے ساتھ منایا جاتا ہے۔ پانچ شوال المکرّم کو کوئی سرکاری محکمہ سے بڑی شان وشوکت کے ساتھ آپ کے مزار اقدس پر چادر چڑھائی جاتی ہے، اور بہت سے سرکاری افسران عرس میں شریک ہوتے ہیں۔ حضرات ! میں اپنی اس مختصر سی گفتگو کے بعد آپ سے رخصت ہوتا ہوں۔

وما علینا الا البلاغ.

السلام علیکم ورحمة اللّٰه وبرکاته

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆

(۲۰) بیسویں تقریر

حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ

استاذ العلماء، جلالۃ العلم، حافظ ملت،
علامہ شاہ عبد العزیز صاحب قدس سرہ

ویسے تو نہیں کوئی بشر نطق سے محروم — پائی تھی مگر حافظ ملت نے زباں اور
ہم ہو گئے بیدار پکارا جو انہوں نے — یہ سچ ہے کہ ہوتی ہے مجاہد کی اذاں اور

نعت شریف

اماموں سے افضل امام آرہا ہے — لئے اپنے رب کا کلام آرہا ہے
بجی شادمانی کی شہنائی ہر سو — جہاں میں وہ خیر الانام آرہا ہے
اتر کر سماء سے زمین عرب پر — عجب ایک ماہ تمام آرہا ہے
ذرا دیکھ لے میرے آقا کی عظمت — کہ چاروں طرف سے سلام آرہا ہے
مرادوں سے دامن کو پر کر کے اپنے — مدینہ سے ہر خاص و عام آرہا ہے
گزر کر ہر اک راہ مشکل سے آقا — تیرے در پر تیرا غلام آرہا ہے
چلو مومنو! بادب با قرینہ — وہ دیکھو نبی کا مقام آرہا ہے
نہیں اس کی توصیف احمر سے ممکن — بنانے جو جگ کا نظام آرہا ہے

حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ

الحمد للّٰہ و کفی و سلام علی عبا دہ الذین اصطفی

اما بعد

فا عوذ باللّٰہ من الشیطٰن الر جیم بسم اللہ الر حمن الر حیم

الا ان اولیا ء اللّٰہ لا خو ف علیھم ولاھم یحزنو ن

صد ق اللّٰہ مو لانا العظیم و صد ق رسو لہ النبی الکر یم

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

برادران ملت اسلامیہ! سب سے پہلے ہم اور آپ سلطان مدینہ، سرور قلب وسینہ حضور نبی کریم ﷺ کے دربار گہر بار میں ہدیہ صلوۃ وسلام نچھاور کریں، پڑھئے باآواز بلند اللھم صل علی سید نا ومو لا نا محمد وبارک وسلم صلو ا علیہ صلوۃ وسلاما علیک یا رسول اللّٰہ

حضرات گرامی! آج کی اس نورانی اور حقانی نشست میں استاذ العلماء، جلالۃ العلم، حضور حافظ ملت، علامہ شاہ عبد العزیز صاحب محدث مرادآبادی علیہ الرحمۃ والرضوان، بانی الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور کی حیات طیبہ سے متعلق اپنی بساط کے مطابق کچھ عرض کرنے کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہوں، لہذا آپ تمام حضرات اطمینان وسکون کے ساتھ تشریف رکھیں اور انتہائی توجہ کے ساتھ سماعت فرمائیں۔ مگر اس سے پہلے حضور سرور کائنات فخر موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی مقدس بارگاہ میں نعتیہ کلام کے چند اشعار پیش کررہا ہوں سماعت کیجئے۔

تو حبیب پرور دگار ہے ، تو شفیع روز شمار ہے
میرے مصطفیٰ میرے مجتبیٰ ، بس تجھی پہ دار ومدار ہے
نہ تو مال وزر کی کوئی طلب نہ بہشت ہی کا خمار ہے

تو نظر سے اپنی پلائے جا ، یہ میری نظر کی پکار ہے
تیرے ہوتے اے شہ بحر و بر ، مجھے کیا ہو حاجت چارہ گر
تیری یاد میں ہے سکون دل ، تیرا ذکر وجہ قرار ہے
تیرے در سے جائے تیرا گدا ، یہ سوچنا بھی ہے ناروا
تو قسیم نعمت کبریاء ، تو حبیب پرور دگار ہے
میں تو ایک ذرۂ خستہ جاں ، تو چراغ محفل کن فکاں
تیری نعت مجھ سے ہو کیا بیاں ، تو مدیح پرور دگار ہے
کہاں تاب اتنی قمرؔ میں تھی ، کہ یہ نعت لکھتا شہا تیری
یہ تیرے کرم کی ہیں تابشیں ، کہ قمرؔ کا دل بھی فگار ہے

حضرات گرامی ! استاذ العلماء، جلالۃ العلم، حضور حافظ ملت حضرت علامہ شاہ عبد العزیز صاحب مراد آبادی علیہ الرحمۃ والرضوان کی بابرکت ذات گرامی سے متعلق آج دنیا یہ جانتی ہے کہ ان کی حیثیت کیا تھی انکی پاکیزہ حیات سے کیا کار نامے متعلق تھے، تو میرے بزرگو اور دوستوں ! کان کھول کر سن لیجئے کہ حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان جہاں عالم اسلام کی ایک عبقری شخصیت تھے وہیں ان کی حیثیت ایک مصلح اور معمار قوم کی بھی تھی حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی مقدس اور پاکیزہ حیات اگر چہ بے شمار کارنامے متعلق ہیں لیکن الجامعۃ الاشرفیہ (عربی یونیورسٹی) ان کا ایسا عظیم کارنامہ ہے جس کو ہندوستانی مسلمان رہتی دنیا تک فراموش نہ کر سکے گا اس لئے کہ آج کا ہندوستانی مسلمان جن بحرانی مسائل سے دوچار ہے ان میں تعلیم اور اقتصادی مسئلوں کی نمایاں حیثیت ہے آج مسلمانوں کی نئی نسل یا تو تعلیمات سے کو سوں دور ہوتی جارہی ہے۔ یا تعلیم حاصل کرنے کے باوجود بیکاری اور بے روزگاری کے دلدل میں پھنستی جارہی ہے جس کی وجہ سے اس کا مستقبل بالکل ڈارک اور انتہائی تاریک ہوتا جارہا ہے اور مستقبل کی طرف سے یہ مایوسی ہی ہماری آنے والی نسل کو ذہنی اعتبار سے راہ غلط اختیار کرنے پر مجبور کر رہی ہے۔ ایسے حوصلہ شکن اور مایوس کن ماحول میں استاذ العلماء، جلالۃ العلم حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے مبارکپور

میں الجامعۃ الاشرفیہ (عربی یونیورسٹی) ''جو ایک تحریک ہے'' قائم کر کے نئی نسل کے تابناک مستقبل کی بنیاد رکھی تاکہ عربی یونیورسٹی کا فارغ التحصیل طالب علم بیکار اور رزگار کے لئے در در کی ٹھوکریں کھاتا نظر نہ آئیں۔ بلکہ علوم اسلامیہ کے ساتھ ساتھ علوم جدیدہ سے آراستہ و پیراستہ ہوکر دین اور دنیا دونوں دروازوں پر بیک وقت اعزازی جگہ پا سکے اور اس کا طبعی رجحان اس بارے میں بالکل آزاد ہو کہ وہ اپنے عمل کا میدان دین کو بنائے یا دنیا کو، اگر اس کا مطمح نظر صرف دین ہے تو دنیا کی پوری انسانی آبادی اس کا دائرہ عمل بن سکتی ہے اور اگر صرف دنیا کو میدان عمل بنانا چاہتا ہے تو بھی وہ محدود نہیں بلکہ دنیا کی بیشتر آبادی اس کو خوش آمدید کہنے کے لئے تیار ہے۔

اس طرح استاذ العلماء جلالۃ العلم حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے الجامعۃ الاشرفیہ (عربی یونیورسٹی) کے ذریعہ دینی اور مذہبی تعلیم کو مربوط کر کے اور ان تعلیمات کو اقتصادیات سے، ہم آہنگ کر کے یہ ثابت کردینے کی کامیاب کوشش فرمائی کہ اسلام ایک مذہب ہی نہیں بلکہ بلاشبہ وہ ایک مکمل ضابطہ زندگی اور نظام حیات بھی ہے

حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی تحریک کے اس اجمالی نقشے سے یہ بات بھی اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ وہ بے نفس بوڑھا مجاہد قوم وملت کا سچا دردمند ہی نہیں بلکہ وہ چارہ ساز بھی تھا، وہ خود زندہ ہی نہیں تھا بلکہ قوم وملت کو بھی زندہ رکھنا چاہتا تھا، مجھے کہہ لینے دیجئے کہ وہ اپنی تحریک سے زندگی حاصل کرنے والی قوم میں ہمیشہ زندہ رہے گا، اگرچہ وہ آج ہماری نظروں سے اوجھل ہے۔

بارگاہ رسالت میں انتہائی خلوص ومحبت کے ساتھ صلوۃ وسلام کا نذرانۂ عقیدت پیش کیجئے۔ تو پھر سلسلہ گفتگو کو آگے بڑھاؤں اور بتاؤں کہ حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان اس خاکدان گیتی پر کب تشریف لائے، مبارکپور کی سرزمین کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے کب سرفراز فرمایا اور کہاں سے آئے۔

پڑھئے باآواز بلند درود شریف اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد و بارک و سلم و صلوا علیہ صلوۃ و سلاما علیک یا رسول اللہ

حضرات گرامی! حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان ضلع مرادآباد

کے مشہور قصبہ بھوجپور میں ۱۸۹۴ء (دوشنبہ) کو پیدا ہوئے، ولادت کی خبر پا کر محلے کی ایک بوڑھی عورت آئی اور حسب عادت یوم ولادت پیر کی مناسبت سے کہا کہ "پیرا" آیا ہے یہ سن کر آپ کے داداجان ملا عبدالرحیم صاحب مرحوم نے ڈانٹ کر فرمایا۔

خبردار! اس کا نام عبدالعزیز ہے، اور میں نے یہ نام اس لئے رکھا ہے کہ دہلی میں خاتم المحدّثین حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمہ بڑے بلند پایہ عالم گزرے ہیں۔ میرا یہ بچہ انشاءاللہ عالم ہوگا۔ سبحان اللہ

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

داداجان کی زبان سے نکلی ہوئی یہ بات سو فیصد ثابت ہوئی، دنیا نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا کہ ایک محدث نام کی مناسبت سے آپ صرف بلند پایہ کے عالم ہی نہیں بلکہ عظیم المرتبت محدث بن کر چمکے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

حضرات گرامی !اس واقعہ سے یہ بات اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ اپنے بچوں کے پپو، پٹو، منگلا، شبراتی، اور بدھن نہ رکھ کر اسلامی نام رکھنا چاہئے کیونکہ اچھے نام کا اچھا اثر ہوتا ہے اور برے نام کا برا اثر۔

درود پاک پڑھئے۔ اللھم صل علی سید نا و مولا نا محمد و بارک و سلم صلو ا علیہ صلوۃ و سلاما علیک یا رسو ل اللہ

حضرات گرامی! حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے عربی کی ابتدائی تعلیم اپنے وطن مالوف مرادآباد میں حاصل کرنے کے بعد اعلی تعلیم کے لئے اجمیر مقدس تشریف لائے، یہاں حضرت صدر الشریعہ بدر الطریقہ مولانا حکیم محمد امجد علی صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان "مصنف بہار شریعت" کی خدمت بابرکت میں پورے ۹ سال رہ کر علوم عقلیہ ونقلیہ میں مہارت حاصل کی، وقت کے بڑے بڑے متبحر علماء ومشائخ سے تعلیم کی دولت سے مالا مال ہو گئے تو علوم باطنی کی ضرورت پوری

کرنے کے لئے رحمت حق خود آپ کی طرف متوجہ ہوگئی اور مخدوم الاولیاء تاجدار سمنان حضرت مخدوم اشرف سمنانی علیہ الرحمۃ والرضوان کے خانوادے کے ایک بزرگ درویش حضرت شیخ الشیوخ مولانا سید علی حسین صاحب اشرفی میاں نے علوم باطنی کی اہلیت کے پیش نظر خود ہی خلافت واجازت کی پیشکش فرمادی۔

حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے ایسے عظیم منصب جلیلہ کی غیر متوقع پیش کش کے جواب میں عرض کیا، حضور! میں اس قابل نہیں ارشاد ہوا داد حق را قابلیت نیست اس طرح اپنے سلسلے کے علوم باطنی اور خلافتِ واجازت تفویض فرمائی۔ ادھر سلسلہ برکاتیہ کے خلیفہ اجل حضرت صدر الشریعہ مولانا حکیم شاہ امجد علی صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان نے بریلی شریف میں حضور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رضی اللہ تعالی عنہ کے مزار پر انوار کے روبرو صاحب مزار کی اس امانت کو حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کے سپرد کرتے ہوئے سلسلہ قادریہ رضویہ برکاتیہ کا خلیفۂ مجاز بنادیا، اس طرح آپ ان دونوں عظیم سلسلوں کے علوم باطنی سے مالامال ہوکر صحیح معنوں میں مجمع البحرین بن گئے۔ درود شریف پڑھئے

اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد و بارک و سلم صلو ا علیہ صلوۃ و سلاما علیک یا رسول اللّٰہ

برادران ملت! حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان تکمیل تعلیم کے بعد اگرچہ ملازمت کرنا نہیں چاہ رہے تھے مگر مشیت کو منظور کچھ اور ہی تھا اس لئے آپ کے شفیق استاذ محترم حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے آپ سے فرمایا کہ حافظ صاحب! میں برابر باہر ہی رہا جس کی وجہ سے میرا ضلع اعظم گڑھ خراب ہورہا ہے، اس لئے میں آپ کو خدمت دین کے لئے مبارکپور بھیجتا ہوں، حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ نے بکمال ادب فرمایا کہ حضور! میں ملازمت نہیں کرنا چاہتا ارشاد ہوا، میں نے ملازمت کی بات کب کی ہے میں نے تو خدمت دین کے لئے کہا ہے، الامر فوق الادب کے تحت استاذ کا حکم واجب التعمیل تھا، لہذا ۱۴؍ جنوری ۱۹۳۳ء میں مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم مبارکپور میں صدر المدرسین ہوکر تشریف لائے، آپ کے

قدوم میمنت لزوم کی برکت سے مبارک پور کی سرزمین پر رحمت وانوار کی موسلا دھار بارش ہونے لگی، ہر چہار جانب سے تشنگان علوم قافلہ در قافلہ مبارک پور آنے لگے اور دیکھتے ہی دیکھتے مدرسہ کی قدیم عمارت شمع علم کے پروانوں سے بھر گئی، مہمان رسول کی کثرت کے پیش نظر حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے مبارک پور کے لائق صد مبارک باد مسلمانوں کے دل ودماغ میں دینی تعمیری شعور کو اس طرح بیدار کیا جو بلاشبہ کسی عظیم ملی تعمیری کام کا پیش خیمہ بن سکتا تھا، دارالعلوم اشرفیہ کو الجامعۃ الاشرفیہ عربی یونیورسٹی کی شکل میں تبدیل کرنے کا ہمہ گیر تصور حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کے دل ودماغ میں بہت پہلے سے رچا بسا تھا، وہ مذہبی قائد تھے، ان کا اٹھنا بیٹھنا کھانا پینا سونا جاگنا سب کچھ مذہب ہی کے لئے تھا، لہذا ایسے نامساعد حالات میں مذہب کی زبوں حالی کو وہ کیسے برداشت کر سکتے تھے، اس لئے انہوں نے الجامعۃ الاشرفیہ کے ذریعے ایک عالم گیر مذہبی انقلاب برپا کرنیکا تصور سامنے رکھ کر ایک کل ہند تعلیمی کانفرنس ۵/۶ رمئی ۱۹۷۲ء کو منعقد کی، اس کانفرنس کے اسٹیج پر ملک وملت کا دل ودماغ اکٹھا تھا اور کھلے آسمان تلے تقریبا دو لاکھ مسلمان ملک کے گوشے گوشے سے آکر ایک عظیم اعلان سننے کے لئے جمع ہو گئے تھے۔

حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ الرضوان نے اس مجمع عام میں عربی یونیورسٹی کی ضرورت اور اس کے مفہوم کو واضح کیا تو فضائے بسیط تکبیر ورسالت کے فلک شگاف نعروں سے گونج اٹھی۔ اور ۶ رمئی ۱۹۷۲ء کو اس مجوزہ یونیورسٹی کا سنگ بنیاد ملک کے مشاہیر علماء ومشائخ کے مقدس ہاتھوں، مسلمانوں کے جوش ایمانی کے ابلتے ہوئے جذبات کے ساتھ رکھا گیا۔

حضرات گرامی! مجھے کہہ لینے دیا جائے کہ سنگ بنیاد تو رکھا جارہا تھا مبارک پور کی سرزمین پر لیکن پڑ رہا تھا ہندوستانی مسلمانوں کے دلوں کی سرزمین پر، یہی وجہ ہے کہ اس یونیورسٹی کی تعمیر کے لئے ملک کے ہر گوشے میں مسلمانوں نے لاکھوں روپئے حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کے قدموں پر نچھاور کرنا باعث فخر وسعادت سمجھا۔

خاص طور سے مبارک پور کے وہ خوش نصیب مسلمان جن کے مزاج کو حافظ ملت

نے سلف وصالحین کے کردار میں ڈھال دیا تھا حضور حافظ ملت کی اس پکار پر کہ

ہے کوئی جو اللہ کے لئے قرض حسن دے تو اللہ
اس کے لئے بہت گنا بڑھا دے

جان و دل قربان کرنے کے لئے پروانہ وار ٹوٹ پڑے اور الجامعۃ الاشرفیہ کی تعمیر کے لئے اپنا سب کچھ حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں پیش کر دیا، عینی شاہدین کا بیان ہے کہ کچھ لوگوں نے پیروی سنت فاروقی کی روشن دلیل قائم کر دی اور کچھ ایسے بھی دیوانے نکل آئے جنہوں نے اسوہ صدیقی کا نمونہ بن کر گھر کا پورا اثاثہ حضور حافظ ملت کے قدموں پر ڈالنا چاہا مگر حضور حافظ ملت نے اس حد تک قبول کرنے سے انکار کر دیا، اس لئے مبارکپور کے لائق صد مبارکباد مسلمانوں کی مثال ہندوستان تو کیا آج پوری دنیا میں نہیں مل سکتی، یقیناً یہ فیضان تھا اس مرد حق آگاہ اور بوڑھے مجاہد کا جس کی ایک پکار پر پورا ملک سمٹ آیا تھا، کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ

ویسے تو نہیں کوئی بشر نطق سے محروم
پائی تھی مگر حافظ ملت نے زباں اور
ہم ہو گئے بیدار پکارا جو انہوں نے
یہ سچ ہے کہ ہوتی ہے مجاہد کی اذاں اور

برادران ملت، یہ میری لفاظی نہیں، بلکہ حقیقت ہے کہ اس بوڑھے مجاہد کی اذاں ایسی زود اثر ثابت ہوئی کہ چند سال کی قلیل مدت میں دیکھتے ہی دیکھتے مبارکپوری کی مضافاتی سرزمین پر علم و دانش کا ایک شہرستان الجامعۃ الاشرفیہ عربی یونیورسٹی کی شکل میں آباد ہو گیا۔ یہ ہے حضور حافظ ملت کا ملک وملت کے لئے وہ عظیم کارنامہ جس نے ان کو رہتی دنیا تک ناقابل فراموش اور زندۂ جاوید بنا دیا ہے۔

برادران اسلام! حضور حافظ ملت نے جہاں دین و دانش، علم و شعور اور عرفان و آگہی کے لازوال خزانوں سے اہل وطن کو مالا مال کیا وہیں وطن کی بھی بے لوث خدمات انجام دیں اور تا زیست فرزندان اسلام کو وطن کی محبت، مصائب کے وقت ثابت قدمی اور صبر و ضبط کا درس دیتے رہے۔

حضرات! مجھ ناچیز میں اتنی علمی صلاحیت نہیں کہ میں ان کی مکمل سیرت آپ کے سامنے بیان کرسکوں بس آپ یہ سمجھ لیجئے کہ وہ ایک مردحق آگاہ، عارف باللہ، اور مومن کامل تھے، جو اسلام اور انسانیت کے ضروری تقاضوں کا جامع ہے۔ پروردگار عالم ہم سبھوں کو حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے کی توفیق رفیق بخشے۔ آمین

و آخر دعوانا ان الحمد اللہ رب العلمین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆

☆☆☆☆

(۲۱) اکیسویں تقریر

حضور مجاہد ملت علیہ الرحمۃ والرضوان

امام التارکین، سراج السالکین مجاہد ملت حضرت علامہ شاہ الحاج حبیب الرحمن صاحب عباسی قدس سرہ

در حبیب امیدوں کا آستانہ ہے
در حبیب سے بے فیض کون رہتا ہے؟
یہاں خلوص و محبت کا اک خزانہ ہے
یہ جس کو کہتے ہیں سب سرزمین دھام نگر

مجاہد ملت علیہ الرحمہ

با صفا تھے مجاہد ملت
بے ریا تھے مجاہد ملت

نا خدا تھے مجاہد ملت
در حقیقت سفینۂ دیں کے

آشنا تھے مجاہد ملت
کیوں نہ کہدوں کہ راز فطرت سے

پارسا تھے مجاہد ملت
دامن آلودۂ ہوس نہ ہوا

باوفا تھے مجاہد ملت
جادۂ حق سے وہ کبھی نہ ہٹے

دل ربا تھے مجاہد ملت
پاکبازان حق کی نظروں میں

پیشوا تھے مجاہد ملت
در حقیقت ہم اہلسنت کے

وہ دیا تھے مجاہد ملت
جس کو نجدی کبھی بجھا نہ سکے

حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ

الحمد للّٰہ و کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفی

امابعد

فاعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الا ان اولیاء اللّٰہ لا خوف علیهم ولا هم یحزنون

صدق اللّٰہ مولانا العظیم و صدق رسوله النبی الکریم

آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

حضرات گرامی! آج کی اس بزم محبت میں امام التارکین، سراج السالکین عارف باللہ حضور مجاہد ملت علامہ شاہ حبیب الرحمٰن صاحب رئیس اعظم اڑیسہ علیہ الرحمۃ والرضوان کے کشف وکرامات سے متعلق کچھ عرض کرنے کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہوں مگر اس سے پہلے مدینے کے سردار، ہم غریبوں کے غمخوار شفیع روز شمار، سید الابرار والاخیار احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ کرم میں صلوۃ وسلام کا نذرانۂ عقیدت پیش کیجئے پڑھئے باآواز بلند درود شریف

اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد وبارک و سلم و صلوا علیه صلوۃ وسلاما علیک یا رسول اللّٰہ

حضرات گرامی! آغاز گفتگو سے قبل منقبت کے چند اشعار حضور مجاہد ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی شان گرامی میں بتوجہ خاص سماعت فرماتے ہوئے چلئے۔

وقار اہل شریعت مجاہد ملت
بہار باغ طریقت مجاہد ملت
امین راز حقیقت مجاہد ملت
چراغ بزم ولایت مجاہد ملت

نہ آسکی کبھی پائے ثبات میں لغزش
بلا کی تھی تیری ہمت مجاہد ملت
کہاں سے لائیں گے اہل سنن بدل تیرا
کہاں ملے گی وہ صحبت مجاہد ملت
مخالفوں کے لئے تیغ قاطع حجت
منافقوں پہ قیامت مجاہد ملت
رقم ہے اوج یہ تاریخ سال رحلت کی
شہید جادۂ الفت مجاہد ملت

حضرات گرامی! اگر آپ بنظر غائر دیکھیں گے تو حضور مجاہد ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی پوری زندگی کشف وکرامات سے بھر پور ملے گی، جن کا شمار مجھ ناچیز کے لئے بہت ہی دشوار ہے صرف اکتساب فیض کے لئے چند کرامتوں کا تذکرہ کررہا ہو ں آپ حضرات بغور سماعت فرمائیں، خلوص وعقیدت کے ساتھ ایک مرتبہ اور درودشر یف کا تحفہ پیش کیجئے تو سلسلہ گفتگو آگے بڑھاؤں، پڑھئے باآواز بلند درود شریف

اللھم صل علی سید ناومو لا نا محمد وبا رک و سلم صلو ا علیه صلوۃ و سلاما علیک یارسو ل اللّٰہ

حضرات محترم! پیروئ شہہ انبیاء کے نتیجہ میں اولیاء کرام سے جن خوارق کا ظہور ہوتا ہے وہ کرامات ہیں بسا اوقات گم گشتگان منزل ان ہی واقعات سے متاثر ہوکر اپنی کجروی وگمراہی سے توبہ کرتے ہیں، اور اللہ تعالی انہی وسیلوں سے انہیں ہدایت عطا فرماتا ہے حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے اتقوا فر اسة المو من فا نه ینظر بنو ر اللّٰہ مومن کی فراست ایمانی سے ڈرو اس لئے کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

حضرات گرامی !اب آپ آیئے اور اس فرمان نبوی کی روشنی میں حضور مجاہد ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی فراست ایمانی سماعت فرمایئے۔
حضور مجاہد ملت علیہ الرحمۃ والرضوان ایک مرتبہ کیندرہ پاڑہ تشریف لے گئے
حضور مجاہد ملت علیہ الرحمۃ والرضوان

حسن اتفاق کہئے کہ انہیں دنوں میں جامع مسجد کے حوض کی تعمیر ہونے والی تھی، حضرت سے ذکر کیا گیا تو خود اس جگہ تشریف لے جاکر زمین کی پیمائش کرائی اور نشان لگوادیا اس کے بعد حضرت واپس چلے گئے۔ جب کیندرہ پاڑہ دوبارہ تشریف لائے تو حوض بن کر تیار ہو چکا تھا اور لوگوں نے اس سے وضو کرنا شروع کر دیا تھا، حضرت کو جامع مسجد سے متصل ایک ایسے کمرے میں ٹھہرایا گیا تھا جہاں سے حوض نظر نہیں آتا جب آپ نے وضو کے لئے پانی طلب فرمایا تو اسی حوض سے لاکر خدمت میں پیش کیا گیا، پانی ہاتھ میں لیتے ہی فرمایا ''کہاں سے لائے ہو'' کہا گیا حوض سے آپ نے فرمایا، پانی ٹھیک نہیں ہے مولوی صاحب! حوض چھوٹا ہے حضرت مولانا عبدالقدوس صاحب امام وخطیب جامع مسجد کیندرہ پاڑہ نے عرض کیا، حضور آپ ہی کی موجوگی میں زمین ناپی گئی تھی بالکل اسی ناپ کے مطابق بنایا گیا ہے آپ نے فرمایا ہرگز نہیں، حوض چھوٹا کر دیا گیا ہے ناپ کر دیکھ لیا جائے اور جب ناپ کر دیکھا گیا تو حضرت کا فرمانا درست ثابت ہوا۔ لہذا حضرت نے تمام لوگوں کو اتنے دنوں کی نمازیں دہرانے کا حکم دیا جتنے دن اس حوض سے وضو کر کے نمازیں پڑھی گئیں تھیں، سبحان اللہ، یہ ہے حضور مجاہد ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی ایمانی فراست۔

حضرات! اسی طرح کا واقعہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیش آیا تھا۔ جب ایک نوجوان کوفہ کی جامع مسجد میں وضو کر رہا تھا، وضو کے اعضاء دھلتے وقت پانی کے ساتھ جو گناہ صغیرہ گر رہے تھے حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ اپنی فراست ایمانی سے ملاحظہ فرمارہے تھے۔ اور اس نوجوان سے کہہ رہے تھے بیٹے! بدکاری سے بچو۔

حضرات گرامی! غور طلب ہے کہ وضو کے اعضاء دھلتے وقت گناہوں کو پانی کے ساتھ گرتے دیکھ لینا اور پانی کو صاف وشفاف ہونے کے باوجود اس سے نجاست حکمیہ کا معلوم کر لینا یقیناً اسی مرد حق آگاہ اور عارف باللہ کا کام ہے جس کے بارے میں حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''مومن فراست ایمانی سے دیکھتا ہے'' اسی فراست ایمانی کو عرف عام میں ''کرامت'' کہتے ہیں۔

پڑھیے باآواز بلند درود شریف اللھم صل علی سید نا ومو لا نا محمد وبارک و سلم و صلو ا علیہ صلوۃ و سلاما علیک یا رسول اللہ

حضرات گرامی ! حضرات محترم کی مقدس سرزمین ہے حضور مجاہد ملت علیہ الرحمۃ والرضوان ایک غیر مقلد مناظر سے شرائط مناظرہ طے کرنے اس کے پاس پہونچے شرائط مناظرہ طے ہونے کے بعد واپسی پر غیر مقلد مناظر نے حضور مجاہد ملت علیہ الرحمۃ والرضوان سے کہا کہ اے حبیب الرحمٰن ! جس طرح اس وقت میں تمہارا پیٹ دیکھ رہا ہوں ٹھیک اسی طرح کل میدان مناظرہ میں تمھاری پیٹھ دیکھوں گا اس کے جواب میں میرے مجاہد ملت نے فرمایا کہ کل تم میدان مناظرہ میں میری پیٹھ کیا دیکھو گے ارے کل میدان مناظرہ میں تمہارا منہ ہی میں نہیں دیکھوں گا۔

حضرات ! تاریخ شاہد ہے کہ جس صبح کو مناظرہ تھا اسی رات کو غیر مقلد مناظر پر دل کا دورہ پڑا اور رات ہی کو حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے وہ مر گیا۔ ظاہر ہے کہ جب وہ رات ہی میں اس دنیا سے رخصت ہو گیا تو صبح میدان مناظرہ میں وہ کس طرح حاضر ہوتا اور پھر سرکار مجاہد ملت علیہ الرحمۃ والرضون کی زبان سے نکلی ہوئی بات کہ کل میدان مناظرہ میں تمہارا منہ ہی میں نہیں دیکھوں گا غلط کس طرح ہو سکتی ہے حضور مجاہد ملت بلاشبہ اللہ کے ولی تھے خدائے تعالیٰ جس طرح نبوت کی دلیل کے لئے نبی کو معجزہ عنایت فرماتا ہے اسی طرح ولی کو ولایت کے ثبوت میں کرامت کی قوت سے نوازتا ہے مولائے رومی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

گفتہ او اللہ بود گر چہ از حلقوم عبد اللہ بود

یعنی اللہ کے ولی کی بات اللہ ہی کی بات ہوتی ہے اگر چہ وہ بات اللہ کے ولی کے حلقوم سے نکلتی ہوئی نظر آتی ہے۔ کسی صاحب دل نے کیا خوب کہا ہے

جو رات کہہ دیا دن کو، تو رات ہو کے رہی
تمہارے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی

درود پاک پڑھیے اللھم صل علی سید نا و مو لا نا محمد وبارک وسلم و صلوا علیہ صلوۃ و سلاما علیک یا رسو ل اللہ

حضرات گرامی ! حضرت علامہ ومولانا شاہ عبدالرب صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان جو حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ کے خلیفہ ہیں ماہنامہ اشرفیہ کے مجاہد ملت نمبر میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک روز مولانا مسعود الحسن صاحب کے یہاں (اکاّ) تشریف لے گئے ساتھ میں میں بھی تھا اور بھی دو طلبہ ساتھ تھے، مراد آباد سے اکاّ جاتے وقت راستہ میں ایک ندی پڑتی ہے اس کا نام ہے ڈھیلا ندی ویسے تو خشک رہتی ہے لیکن بارش ہو جائے تو اس کی باڑھ قابل دید ہوتی ہے پہاڑ سے پانی آتا ہے، اور اتنی تیزی سے بہتا ہے کہ قدم ٹھیک سے جم بھی نہیں پاتے، بہر حال ہم لوگ حضرت کے ساتھ اکاّ پہنچ گئے اتفاق کی بات کہ رات کو اتنی بارش ہوگئی کہ جس کا حساب نہیں صبح حضرت نے فرمایا اب چلنے کی تیاری کی جائے لوگوں نے کہا کہ حضور ڈھیلا ندی میں کافی پانی ہے دوپہر تک پانی کم ہو جائے تو جانا بہتر ہے کیونکہ نہ تو یہاں کشتی ملتی ہے اور نہ ہی بغیر کشتی کے ندی عبور کر سکتے ہیں کشتی اس لئے نہیں ہے کہ یہاں مستقل پانی نہیں رہتا بارش ہوتی ہے ایک آدھ دن میں پانی بہہ جاتا ہے حضرت نے فرمایا کہ میں اپنے استاذ (حضرت صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین صاحب قدس سرہ) سے وعدہ کر کے آیا ہوں کہ صبح آجاؤں گا، اور شام کو مجھے اڑیسہ بھی جانا ہے، لوگوں نے کہا کہ اس وقت ندی پار کرنا تو ناممکن ہے حضرت نے فرمایا چلو دیکھیں تو ندی میں کتنا پانی ہے کچھ لوگ حضرت کے ساتھ ندی کے کنارے آئے کچھ بیٹھے رہے یہ سوچ کر کہ حضرت ابھی واپس تشریف لائیں گے، ندی دیکھنے کے بعد حضرت ہم سب لوگوں کے ساتھ کنارے پہونچے، دیکھتے کیا ہیں کہ ندی شباب پر ہے کوئی اندازہ نہیں کر سکتا کہ کتنا پانی ہے اور پانی اس قدر تیز رفتاری سے بہہ رہا تھا کہ نیچے بالو دوڑ رہا تھا بہر حال کنارے کھڑے ہو گئے دیکھتے کیا ہیں کہ ایک شہر میں دودھ پہونچانے والا گوالا آیا اور اسکے پاس لکڑی میں بندھی ہوئی دو سوکھی لوکیاں تھیں وہ ان کے ذریعہ ہمارے سامنے ندی پار کر گیا، حضرت نے مجھ سے فرمایا عبدالرب! ایک گاؤں میں رہنے والا معمولی آدمی ندی پار کر جائے اور عبدالرب کنارے کھڑا رہے یہ تو بڑی محرومی کی بات ہے میں نے کہا کہ اس کے پاس تو دو لوکیاں تھیں جس کے ذریعہ وہ ندی پار کر گیا

ہمارے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے حضرت نے فرمایا میں کھڑے ہو کر تیرنا جانتا ہوں چلو تم لوگ میرا ہاتھ پکڑ لو میں آپ لوگوں کو کھینچ لے جاؤں گا میں نے کہا کہ حضور میں آپ ہی کا ہاتھ پکڑوں گا حضرت نے فرمایا یہ بڑا ڈرپوک ہے چلو میں اس کا ہاتھ پکڑتا ہوں اور تم لوگ اس کا ہاتھ پکڑو اسی طرح ہم تینوں نے حضرت کا ہاتھ پکڑ لیا اور حضرت پانی میں اتر گئے پانی صرف کمر تک رہا اگرچہ ندی میں ہاتھی ڈباؤ سے زیادہ پانی تھا ہم سبھی لوگ سلامتی کے ساتھ پار اتر گئے اور مدرسہ پہونچ گئے مدرسہ حاضر ہوتے ہی حضرت فوراً صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین صاحب قدس سرہ کے کمرے میں پہونچے ساتھ میں میں بھی تھا۔ اب حضرت صدر الافاضل کی نظر دیکھئے مجھکو دیکھتے ہی فرماتے ہیں عبد الرب! ڈھیلا کیسے پار کیا؟ میں نے کہا کہ حضور! آج تو بچ ہی گئے، آج تو ہمارے حضرت نے تیرا دیا میں نے کیا دیکھا کہ حضرت صدر الافاضل کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسوں ٹپکنے لگے اور انہوں نے فرمایا کہ عبد الرب یہاں تو انہوں نے صرف تین کو تیرایا ہے قیامت کے دن پتہ نہیں یہ کتنوں کو تیرائیں گے

درود شریف پڑھئے اللھم صل علی سیدنا ومولانا محمد وبارک وسلم صلوا علیہ صلوۃ وسلاما علیک یا رسول اللہ

حضرات محترم! جناب حافظ ہاشم صاحب صدیقی، ماہنامہ اشرفیہ کے مجاہد ملت نمبر میں تحریر فرماتے ہیں کہ

"فروری ۱۹۸۰ء کی بات ہے کہ حضور مجاہد ملت علیہ الرحمۃ والرضوان مدرسہ عالیہ وارثیہ مچھلی محال لکھنؤ تشریف لائے میں ان دنوں مدرسہ فرقانیہ میں زیر تعلیم تھا اور مدرسہ وارثیہ لکھنؤ میں قیام پذیر تھا۔

آقائے نعمت سیدی حضور مجاہد ملت علیہ الرحمۃ والرضوان اپنے ہمراہ مجھ خادم کو حضرت شاہ مینا علیہ الرحمۃ والرضوان کی بارگاہ میں لے گئے وہاں پہنچ کر حضرت نے فاتحہ پڑھی اور واپسی پر کانپور جانے کا ارادہ ظاہر فرمایا میں نے حضرت اور حضرت کے خادم خاص جناب عبد الغفار صاحب کو لکھنؤ چارباغ اسٹیشن پر پرائیویٹ بس پر بٹھا دیا حضرت اپنی جگہ پر آرام سے بیٹھتے ہی فوراً فرماتے ہیں حافظ صاحب! آپ جایئے

میں نے اپنے دل میں یہ طے کرلیا تھا کہ گاڑی چھوٹنے کے بعد ہی میں جاؤں گا مگر کچھ لمحہ کے بعد حضرت پھر ارشاد فرماتے ہیں۔

حافظ صاحب! آپ اپنے کام سے جایئے، آپ کا انتظار ہو رہا ہے حضرت کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے میں فورا لوٹ گیا اور پاسپورٹ آفس پہونچا پاسپورٹ آفیسر آر ایس گوسائیں نے دیکھتے ہی برجستہ کہا حافظ صاحب! میں آپ کا آدھے گھنٹے سے انتظار کررہا ہوں یہ لیجئے آپ کا پاسپورٹ تیار ہے

سبحان اللہ، سبحان اللہ اللہ والوں کی نگاہ معرفت اور چشم بصیرت کا کیا کہنا دیکھتے سب ہیں مگر کہاں ہمارا دیکھنا اور کہاں اللہ والوں کا دیکھنا؟ واللہ العظیم بڑا فرق اور بے انتہا تفاوت ہے، وہ بیٹھتے ہیں فرش پر مگر دیکھتے ہیں عرش پر اسی لئے تو سرکار غوث اعظم اپنے قصیدہ غوثیہ میں ارشاد فرماتے ہیں

نظرت الی بلاد اللہ جمعا

کخردلۃ علی حکم اتصال

یعنی میں نے اللہ تعالیٰ کے تمام شہروں کو اس طرح دیکھ لیا جس طرح کوئی رائی کے دانے کو دیکھ لے اور میرا یہ مشاہدہ اور معائنہ صرف کبھی کبھی نہیں ہوتا بلکہ میں ہمیشہ اور لگاتار اسی طرح دیکھتا رہتا ہوں۔

میرے بزرگو اور دوستو! حضور مجاہد ملت بھی اللہ کے ان برگزیدہ اور مقبول بندوں میں سے تھے جن کی حق شناس اور حق بیں نگاہوں سے کوئی شئی مخفی نہیں رہتی تھی بلکہ عالم اور جہاں بھر کے کوائف واحوال ان کے پیش نظر تھے اسی لئے تو جناب حافظ محمد ہاشم صاحب صدیقی کے احوال اور ان کے دلی ارادے آپ پر منکشف ہوگئے اور فرمایا حافظ صاحب! آپ اپنے کام سے جایئے آپ کا انتظار ہو رہا ہے۔

برادران اسلام! آپ مانیں یا نہ مانیں مگر یہ حقیقت ہے کہ اللہ والوں کے علم وادراک اور بصارت وبصیرت عام انسانی حواس اور انکے علم وادراک سے بالاتر ہیں۔ انہی بندگان خدا کے احوال ومقامات کی طرف متوجہ کرنے کے لئے ایک مومن کامل کو خطاب کرتے ہوئے ڈاکٹر علامہ اقبال نے کیا خوب کہا ہے کہ

تیرا جوہر ہے نوری پاک ہے تو
فروغ دیدۂ افلاک ہے تو
تیرے صید نظر فرشتہ و حور
کہ شاہین لولاک ہے تو

درود پاک پڑھئے اللھم صل علی سید نا و مولا نا محمد و بارک وسلم صلو ا علیہ صلوۃ وسلا ما علیک یا رسو ل اللہ

حضرات گرمی !وقت کی قلت کے پیش نظر سیدی حضور مجاہد ملت علیہ الرحمۃ ولرضوان کی صرف ایک کرامت اور سن لیجئے پھر اگر موقع ملا تو انشاء اللہ حضرت کی حیات طیبہ پر بھر پور روشنی ڈالنے کی کوشش کروں گا۔

جناب عطاء محی الدین حبیبی فرزندار جمند حضرت مولا نا مفتی عبدالقدوس صاحب قدس سرہ اڑیسہ ماہنامہ ''الحبیب'' کے مجاہد ملت نمبر میں تحریر فرماتے ہیں کہ ''۱۹۷۰ء اگست کا مہینہ ہے، حضور مجاہد ملت علیہ الرحمۃ والرضوان دھام نگر شریف کے جلسہ پاک میں شرکت فرما ہیں۔ اچانک دو آدمی حاضر خدمت ہو کر حضرت سے عرض کرنے لگے، کہ خدا نواز نامی ایک پیر صاحب جاجپور بالیسر سے ایک دیہی علاقے میں ظاہر ہوئے ہیں، جن کا فرمان ہے کہ جو ان سے مرید ہو گا اسے ایک مرتبہ سجدہ کرنا ہو گا جس کی وجہ سے ہمیشہ کے لئے نماز معاف ہو جائے گی اور نماز پڑھنے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی، کیونکہ پیدا ہوتے وقت بندہ خدا کو سجدہ کرتا ہے، اور ایک مرتبہ پیر کی خدمت میں'' یہ چند جملے حضور مجاہد ملت کے گوش گزار ہوتے ہی بے تاب ہو کر لاحول پڑھتے ہوئے جاجپور کے لئے ٹیکسی میں سوار ہو جاتے ہیں، ناچیز بندہ کی یہ خوش نصیبی اور حضور مجاہد ملت کا کرم کہ بالیسر سے حضور کے ہمراہ جانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ حضرت قبلہ، غلام کو اپنی خدمت کا شرف بخشتے ہوئے ''دبلسر اگوڈی'' پہونچے کہ موسلا دھار بارش شروع ہو گئی۔ جاجپور والے اپنے علاقوں کو جا چکے تھے، آواز دینے کے تقریبا آدھے گھنٹے کے بعد کشتی کے ساتھ حاضر ہوئے حضرت جیسے ہی ٹیکسی سے باہر تشریف لائے دیکھنے والوں نے دیکھا کہ آسمان صاف تھا بارش کی ایک بوند بھی نہیں تھی حضور

مجاہد ملت کی ایک زندہ کرامت میں دیکھ رہا تھا، جب کشتی میں سوار ہو کر جاجپور پہونچے تو خدانواز پیر صاحب غائب ہو گئے اس کے بعد ہی حضور مجاہد علیہ الرحمۃ والرضوان نے صبح کی نماز ادا کرنے کے بعد ''خدانواز پیر'' کے مریدوں کو توبہ واستغفار کرایا اور کلمہ پڑھا کر بے شمار مسلمانوں کو اپنے دامن کرم سے وابستہ کیا۔

حضرات! سیدی حضور مجاہد ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات گرامی سے اس طرح کی بہت ساری کرامات ظہور پذیر ہوئیں جس کا تذکرہ انشاء اللہ پھر کسی موقع سے کروں گا، تنگیٔ وقت کے پیش نظر اب اسی پر اکتفاء کرتے ہوئے آپ سے رخصت ہوتا ہوں کہ مولیٰ تبارک وتعالیٰ ہم سبھوں کو سیدی حضور مجاہد ملت کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆

☆☆☆☆

(۲۲) بائیسویں تقریر

حضرت سرکانہی علیہ الرحمۃ والرضوان

شیخ المشائخ، محبوب الاولیاء، حضور سرکار سرکانہی الحاج شاہ تیغ علی قدس سرہ

گلشن اسلام کے ہیں پھول کیا تیغ علی — یعنی دین مصطفیٰ کے آئینہ تیغ علی
کوئی میرے دل سے پوچھے مرتبہ تیغ علی — معرفت میں ہیں وہ درّ بے بہا تیغ علی

منقبت درشان

حضرت سرکانہی علیہ الرحمہ

گلشن اسلام کے ہیں پھول کیا تیغ علی — دین ختم المرسلین کے رہنما تیغ علی
اہل سنت والجماعت کو ملا تم سے سکوں — تیرا فیض عام ہم پر دائما تیغ علی
علم وعرفاں کا سمندر کر دیا تو نے عطا — منبع لطف وکرم، جود وسخا تیغ علی
صاحب لولاک نے بخشا ہے جن کو مرتبہ — تا جدار اصفیا ہیں باصفا تیغ علی
بے بصیرت کیا کوئی سمجھے نزاکت دین کی — اہل دل کو دے گئے پیغام کیا تیغ علی
لاج روز حشر رکھئے گا بشیر راز کی — پیر ومرشد نائب غوث الوریٰ تیغ علی

سرکار سرکانہی علیہ الرحمۃ والرضوان

الحمد للہ و کفی و سلام علی عباد ہ الذین اصطفی

اما بعد

فقد قال اللہ تعالیٰ فی القرآن المجید والفرقان الحمید

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیهم ولا هم یحزنون

صدق اللہ مولانا العظیم وصدق رسولہ النبی الکریم

درود شریف پڑھئے اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد وبارک و سلم وصلوا علیہ صلوۃ وسلاما علیک یا رسول اللہ

عظمت تیغ علی میں کیا بتاؤں آپ سے
عالم ارواح سے ہی بن کے آئے دستگیر

محترم حضرات! آج میری تقریر کا عنوان شیخ المشائخ، محبوب الاولیاء، حضور سرکار سرکانہی الحاج شاہ تیغ علی قادری مظفرپوری علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات گرامی ہے اگرچہ میں اس قابل نہیں کہ ان کی عظیم شخصیت پر کچھ لب کشائی کروں مگر پھر بھی اس امید پر حضرت کی بارگاہ فیض بخش میں عقیدت ومحبت کا پرخلوص نذرانہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہاہوں کہ اگر حضرت نے شرف قبولیت سے نواز دیا تو ناچیز کا بیڑا پار ہوجائے گا، ایک مرتبہ اور درود شریف پڑھ لیجئے، تو سلسلہ گفتگو آگے بڑھاؤں۔

پڑھئے اللھم صل علی سیدنا ومولانا محمد و بارک وسلم صلوا علیہ صلوۃ و سلاما علیک یا رسول اللہ

حضرات گرامی! یہ حقیقت ہے کہ خلاّق زمین وزماں اور صناع مکین ومکاں جل شانہ نے اس کائنات گیتی میں بےشمار چیزوں اور ان گنت مخلوقات کو پیدا فرمایا اور ان کو طرح طرح کی خوبیوں اور کمالات سے آراستہ وپیراستہ فرمایا، مگر ان تمام مخلو

قات میں انسان کواشرف المخلوقات اور افضل الموجودات بنایا پھران ہی اشرف المخلوقا ت میں سے ایسے قدسی صفات افراد کا انتخاب فرمایا جو دنیا میں رہ کر بھی لذت دنیا سے الگ تھلگ رہے، جن کی شان گرامی میں فرمان الٰہی نازل ہوا الا ان اولیاء اللّٰہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون یہی وہ نفوس قدسیہ ہیں جو حکومت الٰہیہ کے پاسبان اور سلطنت ربانیہ کے تاجدار ہیں۔

یہی وہ خاصان خدا اور وارث علوم مصطفیٰ ہیں جو دنیا کی زندگی میں لوگوں کی نظروں سے روپوش ہوکر خلوت نشینی کی زندگی اختیار کر لیتے ہیں، جن کے اوپر اسرار ورموز کے بند دروازے کھل جاتے ہیں، جو دیدار خداوندی کے متلاشی ہیں، انہیں اللّٰہ کے برگزیدہ اور نیک بندوں میں شیخ المشائخ، محبوب الاولیاء حضور سرکار سرکانہی الحاج شاہ محمد تیغ علی صاحب قادری مظفرپوری علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات بابرکات ہے جن کی ولایت کی روشنی ہر چہار جانب پھیلی ہوئی ہے، جن کے باوقار اور مخلص خلفاء کثیر تعداد میں ملک اور بیرون ملک کے ہر خطے میں دین وملت کی خدمات انجام دیتے ہوئے نظر آرہے ہیں۔

جن کے فیوض وبرکات سے اپنے اور بیگانے سبھی مالا مال ہورہے ہیں جن کی رشد وہدایت سے دنیا بہرہ ور ہورہی ہے، جن کی اعانت ودستگیری سبھوں کے لئے عام ہے، جن کی تعلیم وتربیت سے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں افراد گمراہی کے دلدل سے نکل کر علم وسلامتی کی ٹھنڈی چھاؤں میں آگئے، جن کے کشف وکرامات کا تذکرہ ہمیشہ دیکھنے میں آتا ہے جن کا فیضان کل بھی جاری تھا، آج بھی جاری ہے اور تاقیامت جاری رہے گا۔ درود پاک پڑھئے

اللھم صل علی سیدنا ومولانا محمد وبارک وسلم صلوا علیہ صلوۃ وسلاما علیک یا رسول اللّٰہ

حضرات گرامی! بلاشبہ حضرت سرکار سرکانہی علیہ الرحمۃ والرضوان مادرزاد ولی تھے، آپ کو کشف وکرامات میں درجہ کمال حاصل تھا جس وقت آپ ابتدائی تعلیم حاصل کررہے تھے اس وقت کا ایک واقعہ مشہور ہے کہ آپ کے استاد نے اردو کے چند جملے فارسی بنانے کے لئے دیئے ان جملوں میں سے ایک جملہ یہ بھی تھا

''ڈھنڈورہ شہر میں لڑکا بغل میں'' آپ نے اس جملے کا جو ترجمہ کیا وہ یہ تھا'' خدا نزد است وما جوید بصحرا'' یعنی خدا قریب ہے اور لوگ اسے جنگل میں ڈھونڈتے ہیں۔

حضرات گرامی! یہ صرف ترجمہ ہی نہیں بلکہ آپ کی ولایت کی یہ کھلی ترجمانی بھی تھی اللہ، اللہ کیا ہی آپ نے اس جملے کا ترجمہ فرمایا۔

استاد محترم کی نگاہ کاپی پر پڑتے ہی روح جھوم اٹھی، اور زبان مبارک سے بے ساختہ یہ جملہ نکل پڑا، اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ لڑکا اپنے زمانے میں یکتائے روزگار اور دانائے اسرار ہوگا۔

اسی سحر سے فضاؤں میں روشنی ہوگی　　نشاط وکیف سے معمور زندگی ہوگی

حضرات گرامی! سرکار سرکانہی علیہ الرحمۃ والرضوان اپنے وطن مالوف (گوریارہ) مظفر پور سے کلکتہ تشریف لائے، اور یہیں سے زندگی کا نیا دور شروع ہوتا ہے منقول ہے مونگیری سے چل کر ایک خدارسیدہ بزرگ کلکتہ کی سرزمین پر پہونچے حضرت شیخ المشائخ کو جیسے ہی خبر ملی عشق الٰہی کا جذبہ شوق لئے حضرت مولانا صوفی سمیع احمد صاحب مونگیری کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے شیخ کے روئے تاباں پر نظر پڑتے ہی دل کا عالم بدل گیا، شیخ نے بھی سعادت اور ارجمندی کے وہ سارے آثار جو لوح جبیں پر جگمگا رہے تھے اپنی فراست ایمانی سے معلوم کر لئے، نہایت ہی شفقت والتفات کے ساتھ شیخ نے اپنے قریب بٹھایا خیریت پوچھی، حالات دریافت کئے اور ایک نگاہ توجہ ڈال دی، شیخ کامل کے نگاہ توجہ ڈالتے ہی حضرت شیخ المشائخ کی حالت متغیر ہوگئی اور بے ساختہ منہ سے نکل گیا۔

حیات نو کا بھرا جام دیجئے کامل　　مجھے بھی اپنی غلامی میں کیجئے داخل

بس اب کیا تھا شیخ کامل نے رہ عشق کے مسافر کا ہاتھ پکڑا، آنکھیں بند کیں، اور دیر تک محویت کی کیفیت اور استغراق کا عالم طاری رہا، تھوڑی دیر کے بعد آنکھیں کھلیں تو ایک طالب صادق کی روح کا رشتہ مشائخ کی ارواح طیبات سے مربوط ہو چکا تھا کسے معلوم کہ اس اثنا میں کہاں کہاں کی سیر ہوئی اور ایک ہاتھ کتنے ہاتھوں سے گزرتا رہا، ہاں البتہ حاضرین نے صرف یہ مشاہدہ کیا کہ حضرت شیخ المشائخ جب اس مبارک مجلس

سے اٹھے تو پورا سراپا دریائے کرم کی موجوں میں شرابور تھا۔ مرشد کی بارگاہ سے سرفراز و شاد کام ہو کر جب اپنی قیام گاہ کی طرف واپس آرہے تھے تو راستہ میں ایک مجذوب نے آپ کو دیکھتے ہی یہ شعر پڑھا۔

نرگس اندر باغ حیراں از نگاہ مست تو   چشم آہو در بیاباں از نگاہ مست تو

حضـــرات! بائیس سال کے لگاتار سخت مجاہدہ کے بعد مقامات سلوک اور روحانی مدارج کی تکمیل ہو چکی تو مسند ارشاد و تبلیغ پر جلوہ افروز ہوئے، مشرقی ہندوستان میں آپ کی ولایت و بزرگی کی شہرت پھیل گئی، تو ہر طرف سے لوگ آنے لگے جدھر گزر جاتے چاہنے والوں کی بھیڑ لگ جاتی، شیخ المشائخ کی نگاہ پڑتے ہی دلوں کی دنیا بدل جاتی، چشم زدن میں روح کی کثافت دور ہو جاتی جو بھی انسان آپ کے حلقہ غلامی میں داخل ہوتا، فوراً ہی اس کی زندگی کی شام و سحر شریعت مطہرہ کے سانچے میں ڈھل جاتی۔ جب چاہنے والوں کا ہجوم زیادہ بڑھنے لگا اور آپ کا آبائی وطن ''گوریا رہ'' کا رہائشی مکان تنگ نظر آنے لگا، تو آپ ۱۳۵۵ھ میں ''سرکا ہی'' ہجرت فرما گئے، اور ایک وسیع رقبہ پر خانقاہ کی بنیاد ڈال دی، اب اس ویرانے میں ایک چمن آباد ہے حضرت شیخ المشائخ کا مزار اقدس بھی اسی سرزمین پر مرجع خاص و عام ہے۔

برادران اسلام! حضرت شیخ المشائخ نہایت ہی متقی، پرہیز گار، پابند شریعت اور متبع سنت بزرگ تھے عبادات ہوں یا معاملات زندگی کے تمام شعبوں میں سنت مصطفیٰ کا حد درجہ التزام فرماتے تھے، اور سب سے بڑی خوبی کی بات یہ تھی کہ امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ کو بے پناہ عقیدت تھی، اعلیٰ حضرت کا نعتیہ کلام اکثر پڑھوا کر سنتے اور گھنٹوں اشکبار رہتے، پروردگار عالم ہم اہل سنت کو بھی حضرت کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے،

درود شریف پڑھئے اللھم صل علی سیدنا ومولانا محمد وبارک وسلم صلوا علیه صلوۃ وسلاما علیک یا رسول اللہ

حضرات گرامی! حضرت شیخ المشائخ شروع سے ہی حد درجہ راست گو، غریب پرور، منکسر المزاج، اور قناعت پسند تھے سائل کے لئے ہر وقت آپ کا در فیض

بخش وارہتا تھا غرباء ومساکین کا حد درجہ خیال فرماتے بیماروں کی عیادت یتیموں کی دلجوئی، اور بیواؤں کی خدمت آپ کی زندگی کا بہترین نصب العین تھا۔ حضرات! میں ناچیز آپ کے سامنے حضرت کی کونسی خوبی کا تذکرہ کروں بس آپ یہ سمجھ لیجئے کہ حضرت ہر خوبی کے جامع تھے، اور جس طرح وہ ہر خوبی کے جامع تھے اسی طرح ان کی کرامات وتصرفات بھی بے شمار ہیں۔ آپ درود شریف سنایئے تو میں حضرت شیخ المشائخ کی بیشمار کرامات وتصرفات میں سے چند کرامات بیان کروں،

پڑھئے درود شریف **اللھم صل علی سید نا ومو لا نا محمد وبارک وسلم صلو ا علیہ صلو ۃ و سلا ما علیک یارسو ل اللّٰہ**

حضرات! ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت شیخ المشائخ علیہ الرحمۃ والرضوان دعوت میں ''پگھیاں'' جارہے تھے حضرت راستہ ہی میں تھے کہ بڑے زور کی آندھی اور بارش شروع ہوگئی حضرت کی معیت میں چلنے والے حضرات تشویش میں پڑ گئے کہ سامان کے ساتھ ہم لوگ بھی بھیگ جائیں گے اور کتابیں بھی بھیگ جائیں گی مگر حضر ت بالکل مطمئن نظر آرہے تھے اللہ کی شان دیکھئے کہ راستہ کے ہر چہار طرف خوب زوروں کی بارش ہورہی تھی مگر راستہ کے متصل دائیں اور بائیں ایک بوند بھی گرتی نظر نہیں آرہی تھی، اس وقت کا ایک عجیب ہی منظر تھا بادل گھر گھر کے آتا خوب گرجتا مگر سامنے سے چھٹ جاتا، میلوں دور کا سفر طے کرنے کے بعد ایک جھونپڑی نظر آئی حضرت قبلہ کا ارشاد ہوا کہ اب گاڑی روک دی جائے جب گاڑی روک دی گئی اور اسباب اتار کر اس جھونپڑی میں پناہ لی، تب موسلا دھار بارش ہونے لگی، کافی دیر بعد جب پانی برسنا بند ہوا تب حضرت پگھیاں پہونچے سبحان اللہ! یہ اللہ والوں کی شان کہ خوب زوردار بارش ہوتی رہی اور حضرت میلوں دور کا سفر طے کرتے رہے مگر راستہ کے متصل دائیں بائیں اور سامنے ایک بوند گرتی ہوئی نظر نہیں آئی۔ درود شریف پڑھئے

اللھم صل علی سید نا ومو لا نا محمد و با رک و سلم و صلو ا علیہ صلوۃ و سلاما علیک یا رسو ل اللّٰہ

حضرات! حضرت حافظ شاہ محمد حنیف صاحب کا بیان ہے کہ ان کے موضع

بھن گاواں (ضلع مظفر پور) میں آتشزدگی کی شکل میں ایک بلا نازل ہوگئی تھی جس کا سلسلہ قریب دو ماہ تک رہا، یعنی رات اور دن میں آٹھ دس مرتبہ روزانہ آگ لگا کرتی تھی، بستی کے لوگوں کا عالم یہ تھا کہ دن اور رات حراساں اور خائف رہتے تھے، چین وسکون جاتا رہا کاروبار بالکل بند ہوگئے تھے بستی کا ہر فرد اپنے اپنے مال واسباب کی حفاظت میں لگا رہتا تھا حسن اتفاق کہ ان دنوں حافظ محمد حنیف صاحب اپنے گھر ہی پر مقیم تھے، بہت ہی تدبیریں کی گئیں لیکن لاحاصل، آتش زدگی کی شکایت بڑھتی ہی گئی، اس وقت جناب حافظ شاہ محمد حنیف صاحب کے چچازاد بھائی، جناب محمد نعیم صاحب جو عمر میں ان سے چھوٹے تھے، اور گوریارہ کے قریب ہی کسی علاقہ میں معلّمی کر رہے تھے، ان کے پاس خط کے ذریعہ بستی کی ناگفتہ حالت کا اظہار کیا اور دریافت کیا کہ حضرت شیخ المشائخ علیہ الرحمۃ والرضوان ان دونوں کہاں تشریف فرما ہیں، ان سے مل کر حالت بیان کرتے ہوئے عرض کرنا کہ اب حضور دستگیری فرمائیں، ہم لوگ کافی پریشان ہیں محمد نعیم صاحب خط پاتے ہی فوراً گوریارہ گئے، اور سرکار قبلہ سے ساری باتیں عرض کیں، سرکار قبلہ نے فرمایا دو ماہ سے بھولے ہوئے تھے، اب یاد آیا ہے خیر انہیں لکھ کر مطلع کردو کہ تین روز سات آدمی مل کر ختم خواجگان پڑھ دیں، میں دعا کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ فضل فرمائے گا۔ جناب مولوی محمد نعیم صاحب نے خط کے جواب میں جناب حافظ شاہ حنیف صاحب کو حضرت شیخ المشائخ کے فرمان کو لکھ کر بھیج دیا، خط ملتے ہی انہوں نے حسب فرمان تین روز سات آدمیوں نے مل کر ختم خواجگان پڑھا، بفضلہ تعالیٰ اسی دن آتشزدگی کی شکایت دور ہوگئی، اور آج تک خدا کے فضل سے بستی اس بلا سے محفوظ و مامون ہے۔

درود شریف پڑھئے۔ اللھم صل علی سیدنا ومولانا ومحمد وبارک وسلم صلوا علیہ صلوۃ وسلاما علیک یا رسول اللہ

برادران اسلام! جناب طیب علی خان صاحب جو سلسلہ تیغیہ سے منسلک ہیں، بیان کرتے ہیں کہ حضرت شیخ المشائخ علیہ الرحمۃ والرضوان جب بقید حیات ظاہر تھے، اس وقت میرے پیر میں ایک بہت ہی خطرناک زخم ہوگیا تھا، پنڈلی کی

ہڈیاں سڑ چکی تھیں، میں کلکتہ بغرض علاج پہونچا، اور چند ڈاکٹروں کو دکھلایا، سبھوں نے زخم حالت دیکھ کر یہ کہا کہ اس کا علاج ناممکن ہے یہاں تک کہ ایک بہت بڑے ڈاکٹر نے (سرجن) تو یہ کہہ دیا کہ بغیر پیر کاٹے یہ زخم اچھا ہوگا ہی نہیں اور اگر جلد پیر نہ کاٹا گیا تو دو ماہ کے اندر یہ پیر خود کٹ کر گر جائے گا۔ اسی اثناء میں حضرت سرکار سرکانہی علیہ الرحمۃ والرضوان کے وصال کی خبر موصول ہوئی آپ کے عرس چہلم میں کلکتہ سے اور لوگوں کے ہمراہ میں بھی سرکانہی شریف پہونچا، رات کو جلسہ چہلم کے اختتام کے بعد کسی طرح نظر بچا کر مزار اقدس کی تھوڑی سی خاک حاصل کر لی اور اسے اپنے گھر لے کر چلا گیا، مکان پہنچ کر اسی خاک کو زخم پر لگانا شروع کر دیا، اللہ کی شان کہ چند ہی دنوں میں وہ زخم بھرنا شروع ہو گیا، یہاں تک کہ میں بالکل صحت یاب ہو گیا، بعدازاں پھر جب کلکتہ پہونچا تو میڈیکل کالج کے ڈاکٹروں کو دکھلایا، سبھی ڈاکٹر متحیر ہو کر دریافت کرنے لگے کہ تم نے کونسی دوا کی جس سے اس مہلک مرض کا خاتمہ ہو گیا، جب میں نے سارا واقعہ کہہ سنایا وہ کہنے لگے کہ یہ حقیقت ہے کہ اللہ والوں کے آستانے سے انسان کو سب کچھ حاصل ہو سکتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ عقیدت درست ہو اور اللہ والوں کے آستانے سے لینے کا صحیح طریقہ معلوم ہو۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

در کریم سے بندے کو کیا نہیں ملتا   جو مانگنے کا طریقہ ہے اس طرح مانگو

حضرات! میں حضرت شیخ المشائخ علیہ الرحمۃ والرضوان کے کشف و کرامات کا کہاں تک تذکرہ کروں اور کن کن کرامات کو گناؤں، حضرت کے بے شمار کرامات و تصرفات میں سے چند کرامتوں کا تذکرہ کرنے کے بعد اب میں آپ حضرات سے رخصت کی اجازت چاہتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ مولیٰ تبارک وتعالیٰ ہم تمام سنی مسلمانوں کو سرکار سرکانہی علیہ الرحمۃ والرضوان کا سچا وفا شعار بنائے۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العلمین

السلام علیکم و رحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ

☆☆☆☆☆

☆☆☆